

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
 اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی
 سے تھام لو اور فرقہ میں نہ پڑو
حبل اللہ

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ
 مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو فرقہ فرقہ ہو گئے اور احکامِ بین
 آنے کے بعد ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ
 ہیں جن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگا۔ (سورہ آل عمران: ۱۰۵)



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَأِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ
عَلَى الْإِيمَانِ ط وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ
وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنََهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ
فَتَرْتَضُوا مِمَّا قَلَىٰ لِلَّهِ بِأَمْرِهِ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ع (التوبة: ۲۳-۲۴)

اے اہل ایمان! اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں تو تم ان کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ اور تم میں سے جو ان سے دوستی رکھیں گے وہی ظالم ہونگے (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور عزیز واقارب اور تمہارے وہ مال جو تم کھاتے ہو اور تمہاری وہ تجارت جس کے مانند پر جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے مکانات جو تمہیں پسند ہیں، تم کو اللہ۔ اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اپنا حکم پیجیے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

حدیث دل ادارہ

ختم نبوت صوفیاء اور قادیانیت کا اشتراک :-

ان کا ختم نبوت کا بڑا غم کون ہے؟ طفیل، نسیم صاحب دعوت غور و فکر دیتے ہیں۔

تبلیغ دین کی اہمیت :-

ومن در انھم برترخ :-

جوان غمزم و زندگ ساتھی محمد ہادی صاحب نقاب برترخ پر چند مزید دلائل دیتے ہیں

تخلیق آدم :- بچوں کے لئے نیا سلسلہ

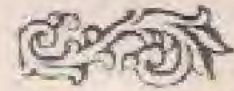
سن تو سہی :- ایک تحقیقی مضمون

قافلہ ہے رواں دواں :-

ڈاکٹر عثمانیؒ کی وفات کے بعد ملک بھر کے ناظمین کے پہلے اجتماع کی روداد



تجوید کے کو متحرک رکھنے اور حبیل اللہ کی اشاعت ممکن بنانے کے لئے ہر ماہ کچھ نہ کچھ مالی تعاون ضرور فرمایئے۔



مجلس ادارت

مدیر محمد اعظم

نائب مدیر طارق نسیم

امیر بادشاہ

معاونین عبدالقادر سومرو

عمر تاروق

محمد صدیق



یہ پرچہ بلا قیمت تقسیم کیا جاتا ہے



مقام اشاعت دفتر رابطہ

۲۵- سی - گلشن رفیع

ملیر کراچی - ۲۳

آج دنیا میں ایمان اور اسلام کے دعویدار آصفِ مسلمہ ہر جگہ ذلت و سہافت اور بے تعلقی و غلو بیتے سے دوچار ہیں۔ ان کے ہمتیوں سے ڈھواں اٹھ رہا ہے اور ان کے لاشوں پر دوسروں کے تختے بچھے ہوئے ہیں۔ یہ سلسلہ آج سے نہیں صدیوں سے جاری ہے۔ حالانکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت دے دی ہے۔ **وَأَنْتُمْ أَكْثَرُ الظَّالِمِينَ** انہیں کہتے ہیں کہ تم ہی غالب رہو گے اگر مومن ہو اور پھر یہ کہ مالک کے برکتیں اور رحمتیں برسنے کو تیار رہتے ہیں ایسے بندوں پر جو ایمان کے حامل اور اس کے نافرمان سے بچنے والے ہوں۔ اس کے باوجود یہ بربادی یقیناً مالک کی ناراخصت اور اس کے عذاب کی منظر ہے جس کے وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ یہ امتیاز ایک عریل عرب سے ایمان اور تقویٰ کی مطلوبہ شہادت کو پورا نہیں کر رہا ہے۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک محض زبان کے بھاگ اڑانے سے ایمان کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ہاں وہ ایمان مستبر ہے جو شرک کے ہر شاخ سے پاک ہو اور جس کا اقتدار طاعت کے کفر کے بعد کیا جائے۔ **فَرِیَا۔ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اٰیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَقَدْ اٰمَنُوْا وَهُمْ مَّسْتُدُوْنَ** (الاحقاف ۸۳) اللہ تعالیٰ دنیا میں اس سلامتی اور انجام کار ہدایت و جنت کی بادشاہی کا وعدہ اپنی توکل سے کرتا ہے جو اپنے ایمان میں شرک کے آمیزش نہیں کرتے۔ بلکہ اس سے پہلے اللہ کے علاوہ زمین پر ہر جہان تمام ہاٹے خداؤں کا انکار کرتے ہیں۔ چاہے ان کا قلب تاج و زر سے ہو۔ چاہے اخبار درہبان (مولوی اور پیر) سے۔ عرض جو بھی اللہ کے مقابلے میں اپنی چلانا چاہتا ہو یا اللہ کے علاوہ جس کے پر جا ہو رہی ہو۔ ان سے وہ بیزار ہوں۔ اس کے بعد ہی ان کے ہاتھ میں نہ لگنے والی حلقہ ہوگا۔ اور وہ مضبوط اور استوار بنیاد پر قائم ہوں گے۔

فَضْلٌ یَّکْفُرُ بِالطَّاغُوتِ وَیُؤْمِنُ بِاللّٰهِ فَقَدْ اَسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا اِلْفَصَامَ لَهَا (البقرہ ۱) یہ ہے ایمانِ خالص کا وہ میار جس پر اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کے کامیابی اور سرفرازیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ مگر افسوس آج ایمان کے دعوے کے ساتھ ساتھ اللہ کے مخلوق کو اس کے ذات و صفات، حقوق و اختیارات اور علم و قدرت میں شریک.... کیا جا رہا ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے غیر اللہ کے نام کے تذکرہ و نیاز کے جاتے ہیں۔ پریشانی اور مصیبت میں حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے غائبانہ ان کو پکارا جاتا ہے جو خود اللہ کی مخلوق اور اس کے محتاج ہیں۔ جن کے بارے میں مالک فرماتا ہے۔ **وَهُمْ عَنْ دُعَاۤئِهِمْ غٰفِلُوْنَ** (الاحقاف) کہ وہ ان کی پکاروں سے غافل ہیں۔ ایمان اور عقیدے کے یہ خرابی ہیں وہ اصل بگاڑ ہے جن کے اصلاح کے ضرورت ہے ورنہ دنیا کے اس عاریضہ ذلت و سہافت کے بعد آخرت کے ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب سے پاؤں پرٹے گا۔ آج مسلم اتحاد اور لقاءِ شریعت کی تحریکیں برپا ہوتی ہیں اور اسلام کے نام پر طرح طرح کے باتیں کی جاتی ہیں لیکن اس بنیادی خرابی کے طرف کوئی آواز نہیں اٹھتی۔ یہی وجہ ہے کہ بین اسلام ازم کے تحریکوں اور محنت اور آخرت کے تالان سے کوئی اصلاح برآمد نہیں ہوئی بلکہ بات بکراتی ہی چلی گئی۔ انشا اللہ احوال کا صحیح احساس ہے۔ آمین



مولوی جلال الدین رومی المعروف "مولانا روم" :-

متوفی ۶۹۷ھ / ۱۲۷۳ء اپنا مشہور کتاب "مثنوی مولانا روم" میں تحریر فرماتے ہیں ۔

نکل کن در راہ تیسکو نہ دیتے

تا نبوت یا انی لہد اے

"نیکو کار وہی شخصیت کی ایسی تدبیر کر کہ اُنہی کے اندر تجھے نبوت مل جائے۔"

(الہام منظم اردو ترجمہ مثنوی مولانا روم مترجم مولوی فیروز الدین سنہ ۱۹۲۰ء ص ۷۹ دفتر چہارم)

نیز اجراء دعا کے متعلق فرماتے ہیں ۔

نہ نغم است و نہ دل است و نہ خواب و نہ حق و اللہ اعلم بالصواب

از پیسے نہ پریشان عامہ در چہاں و نہ دل گویت نہ آں را صوفیاں

(یعنی دعا البھی نہ نغم ہے ، نہ دل ہے ، نہ خواب ہے ، نہ حق ہے ، لیکن عام لوگوں سے پوشیدہ

کھنے کے لئے صوفی اسے "وہی دل کہہ دیتے ہیں ، (حکایت حقیقہ) وہی ہوتی ہے ۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری :-

متوفی ۷۳۳ھ قمری فرماتے ہیں

و مہدم روح القدس اندر بھیجئے فی دہد

میں نے گوئم گوئم کر من عیسیٰ ثانی شدم

(ہر لحظہ ہر گھڑی روح القدس (جبرائیل) معین الدین کے اندر لکریہ بات چھوٹتا ہے ، میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ

حقیقت یہ ہے کہ میں عیسیٰ ثانی ہو گیا ہوں ۔)

شیخ احمد فاروقی سرسندی المعروف مجدد الف ثانی :-

متوفی ۱۰۲۳ھ / ۱۶۱۲ء فرماتے ہیں ۔

"حصول کمال نبوت مر کا جمال رابطہ حق تعالیٰ و در اشد بعد از بعثت نعم الرسل علیہ و علیٰ آلہ و علیٰ صیح الانبیاء و الرسل

الصلوات و التحیات معانی خاقیت انصبت فلا تکلن من المستقرین ۵"

(یعنی خاتم الرسل — محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کے متبعین آپ کی پیروی اور وراثت کے طور

پر کمال نبوت کا حاصل کرنا آپ کے خاتم الرسل ہونے کے معنی میں نہیں ، لہذا اسے مطالب تو شک کو قبول میں سے

نہی ۔) (مکتوبات مجدد الف ثانی دفتر اول مکتوب ص ۲۰۱)

حقیقت کعبہ کے مقام میں حقیقت محمدی کا عروج :- جاننا چاہئے کہ جس طرح کعبہ کی صورت تیزوں کی صورتوں

کی مسجود ہے ، اسی طرح حقیقت کعبہ کی چیزوں کی حقیقتوں کی مسجود ہے ۔ اور میں ایک عجیب بات کہتا ہوں جو عامی سے

پہلے نہ کسی نے مسمیٰ اور نہ کسی بتائے والے نے بتائی جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صوفی بھتیان اور عرف

بھیر الہام فرمائی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ آں سرور کائنات علیہ و آلہ و الصلوٰات و التسلیات کے زمانہ رحلت سے ایک ہزار

چند سال بعد ایک زمانہ ایسا ہوا جسے اللہ جل جلالہ نے حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقت کعبہ کے مقام میں

ارسانی یا کرامت کے ساتھ امتداد ہو جائے گی ۔ اس وقت حقیقت محمدی کا نام حقیقت احمدی ہو جائے گا ۔ اور وہ ذات "احد"

علیٰ سلطان کا مظہر ہو جائے گی ۔ (ترجمہ مہد و مہد ص ۲ مترجم مولانا سید ذوالعزیز شاہ صاحب نقشبندی مجددی)

شاہ ولی اللہ دہلوی :-

متوفی ۱۱۶۶ھ " اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی اور فرمایا میں تجھے وہ طریقہ دے گا جو ان تمام طریقوں میں سے جو اس وقت رائج ہیں، سب سے زیادہ قدامت والی ہے۔ اور سب سے زیادہ مفید ہوگا۔ " (تقیات الہیہ جلد ۱ ص ۴۵)

امام اہلسنت احمد رضا خان فاضل بریلوی :-

اپنی تفسیر نفوس کے مجموعہ کتاب مدائف بخشش میں اپنے "دعوتِ غوثِ اعظم" یعنی عبدالقادر جیلانی کے متنازع بیان کو کڑے تحریر فرماتے ہیں :-

قصیدے ساری ظنی کبریا ہے

انجام دے آقا رسالت باشد
ایک گونہ تالیف عبد القادر

ترجمہ :- عبدالقادر جیلانی کے بعد پھر آقا رسالت ہوگا اور وہ تیار رسول بھی تھے جیلانی کا تابع ہوگا۔
مدائف بخشش کا مکمل حصہ ۱۸۵۵ لکھنؤ بکھڑو امین پور بازار فیصل آباد

قاسم نانوتوی صاحب (المتوفی) بانی دارالعلوم دیوبند :-

اپنی کتاب تحذیر الناس شائع کردہ دارالاشاعت متعالی مولوی مسافر خانہ کرتی بڑا - میں رقمطراز ہیں -
۱ - "سورہ عام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمِ نبی ہونا باہمی معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر میں ہیں۔ مگر اہل فہم و روش ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فیصلہ نہیں۔" (تحذیر الناس ص ۵۵)
۲ - "غرض اختتام اگر باہمی معنی تجرید کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ کی نسبت ظنی نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔" (ایضاً ص ۵۷)
۳ - "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ہم بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (ایضاً ص ۶۲)
مرزا غلام احمد دہلوی نے اپنی جھوٹی نبوت کا یہی حوالہ پیش کرتا ہے اور غلام الشیخ اس کے باوجود بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھتا ہے۔

مولوی عبدالجبار غزنوی والد داؤد غزنوی :-

اپنی کتاب "اثبات الہام والنبیۃ" صفحہ ۱۴۸ پر تحریر فرماتے ہیں :- "مسئلہ الہام علت و حرمت کا مسئلہ نہیں جو اس کا ثبوت صحیح طور پر نہیں سے ضرور ہونا چاہیے۔ بلکہ آدم سے لے کر اس تک اگر کسی نے بھی دعویٰ نہ کیا ہو اور آج ایک شخص متقی پر یہ دعویٰ کرے کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ اور مجھ پر یہ آواز آتی ہے۔ تو اس کو سچا مانیں گے اور حکمِ شریعت تمام اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس کو سچا مانیں۔"

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (قاسم نانوتوی)

محمد طفیل قسّم

ختم نبوت

صوفیا اور قادیانیت کا اشتراک

عقیدہ ختم نبوت ایک ایسا عقیدہ ہے کہ قرآن و حدیث سے اس کے ثبات کے قطعی برعکس دلائل ملے ہیں اور نئی وضاحت سے یہاں کیا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ کے بعد کوئی تشریف یا غیر تشریفی نہیں آئے گا مگر اسلام دشمن عناصر نے جس طرح کینہ و بغاوت کا ہلکا اور کڑی حق کے دوسرے عقائد کو بدلا۔ اس طرح اس معاملہ میں بھی "غیر تشریفی نبوت" کا چرچہ روزانہ رکھ دیا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان :- مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَمَنَّاوُ الْقَبِيحَاتِ

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب : ۴۰)

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ہم دونوں میں سے کسی کے والد نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء میں اعلیٰ ترین ہے۔" اور نہ ہی کوئی خارجہ چیز اس پر اثر انداز ہو سکے۔ یہی مفہوم "ختم النبوة علی قلوبہم" کا ہے۔ کہ اگرچہ ان کے دلوں پر مہر (SEALED) ہوتی ہے اور وہ صداقت الہی سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ اس کی وضاحت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اہادیت سے ہوتی ہے۔

لفظ ختم کا مفہوم :- ختم کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنا کہ اس کے اندر کوئی چیز نہ مل سکے، اور نہ ہی کوئی خارجہ چیز اس پر اثر انداز ہو سکے۔ یہی مفہوم "ختم النبوة علی قلوبہم" کا ہے۔ کہ اگرچہ ان کے دلوں پر مہر (SEALED) ہوتی ہے اور وہ صداقت الہی سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ اس کی وضاحت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اہادیت سے ہوتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات :- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمِثْلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمِثْلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا

فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَادِيهِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْبُدُونَ وَيَقُولُونَ هَذَا وَضَعَتْ هَذِهِ اللَّبَنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبَنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (ترجمہ) "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے قبل گذرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان بنایا اور پڑا اچھا اور خوبصورت بنایا۔ مگر ایک کونے میں ایک لہنتی کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ جب (اس مکان کو دیکھنے کے لئے) اس کا چکر لگاتے تو (اس کی تعمیر پر) تعجب کا اظہار کرتے۔ اور کہتے کہ ایک لہنتی کیوں نہیں رکھی گئی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لہنتی میں ہوں۔ اور میں نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں۔" (بخاری - کتاب الانبیاء)

اسی قصہ کی چارپانچ اہادیت صحیح مسلم - کتاب الفضائل میں بیان ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک میں یہ الفاظ مذکور آئے ہیں۔

فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبَنَةِ حَيْثُ فَخْتُمُ الْأَنْبِيَاءَ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ (فرمایا میں اس لہنتی کی جگہ ہوں میں آیا اور میں نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا۔)

یہ حدیث اسی طرح ترمذی میں کتاب النقب اور کتاب الادب کے اہد بیان ہوئی ہے۔ (ابو داؤد میں اس حدیث کے آخری الفاظ ہیں "ختم فی الانبیاء")

"میرے ذریعہ انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا"

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْبَاقِي الَّذِي يُصْحَفُ فِي الْكُفْرِ وَأَنَا الْخَاشِعُ الَّذِي يُخْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقِيْبِي وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (جُبَيْر بن مُطْعِم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں محمد ہوں۔ اور احمد ہوں اور باقی ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو کفر کو مٹائے گا۔ اور میں خاشع ہوں اور لوگ میری عاقبت میں ڈریں گے اور میں ختم ہوں۔)

کو جمع کئے جائیں گے تو میرے بعد قیامت کے دن اور میں غائب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (مسلم، کتاب الفضائل، ماری، مرقا، ترمذی، کتاب الآداب)
 عَنْ أَنَسٍ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَلِّتْ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ أُعْطِيتُ جَوَابِي
 الْكَلِمَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِلَتْ إِلَى الْخَلْقِ
 كَافَّةً وَخَلِّعَ لِيَ النَّبِيُّونَ ه (ترمذی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو چھ باتوں کی وجہ سے اور پیروں
 پر فضیلت دی گئی ۱۔ مجھے جان کلام دیا گیا۔ (یعنی حق پر اور کج سے معافی) ۲۔ مجھے رعب سے مدد دی گئی۔ ۳۔ میرے لئے غنیمت کے مال اعلان کئے گئے۔
 ۴۔ میرے لئے ساری زمینیں پاک کرنے والی اور مسجد بنائی گئی۔ ۵۔ اور میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ ۶۔ اور میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ (یعنی نبوت) ختم کر
 دیا گیا۔ (مسلم، کتاب المساجد، ترمذی، ابن ماجہ)

قال ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبي. "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم
 ہو گیا۔ پس اب میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔" (ترمذی، کتاب الرد یا صحیح اور مسند احمد)
 جھوٹے دعویٰ اور ان نبوت کی اصلیت کو واضح کرنے کے لئے تو بان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.....
 وَأَنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ اللَّهُ وَإِنَّا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي ه "رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... اور یہ کہ میری امت میں تیس جھوٹے ہونگے ان میں سے ہر ایک نبی ہونے کا گمان (دعویٰ) کرے گا۔ حالانکہ میں انبیاء کے سلسلے کو ختم کرتے والا ہوں
 میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (رواہ ابو داؤد، کتاب الفتن) ترمذی نے ٹوٹا اور ابو ہریرہؓ سے مروی اس حدیث کی دو روایتیں نقل کی ہیں۔
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَمُرِيضٌ نَبِيًّا الْأَحْذَرُ أَمَتَهُ الْكِبَالُ دَأْنَا الْخِرَاءَ الْأَنْبِيَاءَ وَأَنْتُمْ
 أَخْرَاءُ الْأَمَةِ وَهُوَ خَارِجٌ فَيَكْفُ لَا مَحَالَةَ۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دھال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ (ان کے زمانے میں وہ نہ آیا) اور اب میں آخری نبی
 ہوں۔ اور تم آخری امت ہو۔ لا فالاد اب اس کو تمہارے اندر بھی نکلتا ہے۔" (رواہ ابن ماجہ، کتاب الفتن)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاني اخرا الانبياء وان مسجدي اخرا المساجد -
 "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (یعنی مسجد نبوی) ہے۔ (مسلم، کتاب الحج)
 قال لا نبی بعدی ولا امة بعد امتی۔ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے کوئی اور امت نہیں۔ (رواہ بیہقی، کتاب الرد یا)
 کتاب اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر واضح ارشادات کے باوجود کہ نبوت اور رسالت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی اور نبی نہیں
 آئے گا۔ صرف اوستے جس طرح توحید کو اعتقاد میں بدل کر "وعدت الوجود"، "وعدت الشہود" اور "مطلوب" کی بدولت خیر تبلیغ قائم کی، اسی طرح ختم نبوت کے مقابلے میں "تشرعی توحید"
 "غیر تشرعی" نبوت کا نظریہ وضع کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت اور وحی کے سلسلے کو جاری قرار دیا۔ پھر کئی من چلوں نے اس روایت سے فائدہ اٹھا کر نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسی سلسلے
 کی ایک کڑی آنجنابی مرزا غلام احمد دہلوی بھی ہیں۔

ذیل میں قادیان کے اس کذاب کے دعویٰ نبوت اور صرفیہ کے نظریہ "غیر تشرعی نبوت" کا افعال چارہ ان کی اپنی عمریں کی روشنی میں پیش کیا جا رہا ہے، تاکہ یہ سمجھنے
 اور فہم کرنے میں آسانی رہے کہ قرآن و حدیث کے اس متفق علیہ مسئلے، "عقیدہ ختم نبوت" میں بنیادی طور پر نقب لگانے والا کون ہے؟ اور کون زیادہ قصور وار ہے؟ وہ جنہوں نے
 اتحادی فلسفہ کی بنیاد پر قرآن و حدیث کی غلط تاول کر کے اس ذیل کے لئے راہ ہموار کی اور کذابوں کی تصدیق کے دلائل فراہم کئے یا اس سے فائدہ اٹھانے والے جھوٹا دعویٰ اور نبوت پر ہتھیار
 ترویک ہرود کے کفری کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

قرآن وحدیث کے اس متفق علیہ مسئلے "عقیدہ ختم نبوت"
 میں بنیادی طور پر نقب لگانے والا کون ہے؟ اور کون زیادہ
 قصور وار ہے؟

عقائد و دعاوی مشاہیر ائمہ تصوف

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی :-

فَالنَّبُوَّةُ مَسَارِيَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي الْخَلْقِ وَإِنْ كَانَ الشَّرِيعُ قَدْ انْقَطَعَ
فَالشَّرِيعُ جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النَّبُوَّةِ - (فتوحات کبیر جلد ۲ ص ۴۳ باب نمبر ۷۳)
(یعنی نبوت مخلوق میں قیامت جاری ہے۔ اگرچہ تشریح نبوت منقطع ہو گئی ہے پس شریعت اجزاء نبوت میں سے ایک جز ہے)

فَمَا انْزَقَتْ النَّبُوَّةُ بِالْكُلِّيَّةِ لِهَذَا قُلْنَا إِنَّمَا انْزَقَتْ نَبُوَّةُ الشَّرِيعِ
فَهَذَا أَمْعَى لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ - (فتوحات کبیر جلد ۲ ص ۲۴)
(نبوت کی طرح نبوت نہیں رہی اس لئے ہم نے کہا کہ صرف تشریح نبوت بند ہوئی ہے۔ پس لا نَبِيَّ بَعْدِي کہہ ہی نہیں رہا۔)

صوفیاء کے شیخ اکبر امام طریقت محی الدین ابن عربی "نعم نبوت" کا انکار کرتے ہوئے اپنے عقیدہ کی مزید وضاحت ان
الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں :-

إِنَّ النَّبُوَّةَ الَّتِي انْقَطَعَتْ بِوُجُودِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هِيَ
نَبُوَّةُ الشَّرِيعِ لَا مَقَامَهَا فَلَا شَرْعَ يَكُونُ فَمَا سَخَا الشَّرْعُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا
يَزِيدُ فِي حُكْمِهِ شَرْعًا آخَرَ وَهَذَا أَمْعَى قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ
قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ أَيْ لَا نَبِيَّ يَكُونُ عَلَى شَرْعٍ يَخَالِفُ شَرْعِي
بَلْ إِذَا كَانَ يَكُونُ تَحْتَ حُكْمِ شَرْعِي - (فتوحات کبیر جلد ۲ ص ۲۴)

(وہ نبوت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے منقطع ہوئی ہے وہ صرف تشریح نبوت ہے نہ کہ تمام نبوت۔ پس اب کوئی شرع
نہ ہوگی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کی تاسخ برادر نہ آپ کی شرع میں کوئی نیا حکم بڑھائے والی شرع ہوگی اور یہی معنی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ
کے قول سے یہ کہ اب ایسا نبی کوئی نہیں ہوگا جو میری شریعت کے مخالف شریعت پر ہوگا، بلکہ جب کبھی کوئی نبی ہوگا تو وہ
میری شریعت کے حکم کے ماتحت ہوگا۔)

نیز اپنی نام نہاد "بزرگی" کا جواز نکالنے کے لئے مزید فرمایا :-

(فَقَطَّ عَنَّا أَنْ فِي هَذِهِ الْأَمَّةِ مَنْ لَحِقَتْ دَرَجَتُهُ دَرَجَةُ الْأَنْبِيَاءِ فِي النَّبُوَّةِ
عِنْدَ اللَّهِ لَا فِي الشَّرِيعِ) "ہم نے قطعی طور پر جان لیا ہے کہ اس امت میں ایسے اشخاص بھی ہیں جن کا درجہ
اللہ کے نزدیک نبوت میں انبیاء سے مل گیا ہے۔ مگر وہ شریعت اللہ سے والے نہیں ہیں۔

(فتوحات کبیر جلد اول صفحہ ۵۵۵ از ابن عربی متوفی ۶۴۸ھ / ۱۲۳۰ء)

امام الصوفیاء عبد الوہاب شعرانی :-

متوفی ۶۹۷ھ / ۱۲۵۸ء جو بہت مستند سمجھے جاتے ہیں اور صوفیائے "بیکل" صمدانی کے لقب سے معروف

ہیں اپنی مشہور تصنیف "البراقیت والحوادث" میں اپنی صفحہ ۲ پر تحریر فرماتے ہیں :-

۱- اَعْلَمُوا أَنَّ مَطْلَقَ النُّبُوَّةِ لَوْ تَرْتَبِعُ وَإِنَّمَا أَرْفَعَتْ نُبُوَّةَ النَّشْرِ

(ترجمہ) یاد رکھو کہ مطلق نبوت نہیں اٹھی، صرف تمہاری نبوت منقطع ہوئی ہے۔

۲- فَلَا تَخْلُوا الْأَرْضَ مِنْ رَسُولٍ حَتَّى يَحْسِبَهُ إِذْ هُوَ قَطْبُ الْعَالَمِ الْإِنْسَانِي وَلَوْ

كَانُوا أَلْفَ رَسُولٍ فَإِنَّ الْمَقْصُودَ مِنْهُ هُوَ الْوَاحِدُ - (البراقیت والحوادث صفحہ ۲۸)

"زبانی کچھ عجم زندہ رسول سے عالم نہ رہے گی۔ خواہ ایسے رسول شمار میں ہزار ہوں۔ کیونکہ نتیجہ علم عالم انسانی کے قطب ہیں

ادراں رسولوں سے مقصود خود آپ کی ہی واحد شخصیت ہے۔"

۳- فَمَا زَالَ الْمُرْسَلُونَ وَلَا يَزَالُونَ فِي هَذِهِ الدَّارِ لَكِنْ مِنْ بَاطِنِيَّةٍ شَرَعَ مُحَمَّدٌ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنَّ الْكَلَامَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ - (البراقیت والحوادث صفحہ ۲۸)

"پہلے بھی رسولیں اس دنیا میں رہی۔ اور آئندہ بھی اس دنیا میں رہیں گے۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی باطنیت سے

ہوں گے۔ (یعنی آپ کی بیرونی شریعت سے مراد نہیں گئے) لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں۔"

ابو یزید طیفور بن علی سیسٹامی المعروف بابن زید بسطامی :-

متوفی ۲۶۱ ہجری - یہ سوریہ میں "سلطان العارفين" کے لقب سے مشہور ہیں۔ اور خواجہ غزالی بغدادی

کا قول ان کے متعلق مشہور ہے کہ :- "ابو یزید مائتاً بمنزل جبرائیل فی الملائكة" - بابن زید بسطامی ہم میں ایسی بزرگی والے ہیں۔

جیسے جبرائیل امین ملاک میں (ان کے یہ دعویٰ عقائد مشہور مونی شیخ فرید الدین عطار متوفی ۶۲۰ ہجری کی مشہور کتاب تذکرۃ

ادبیاء سے نقل کئے جا رہے ہیں۔

"فرمایا (بابن زید بسطامی) نے کہ مجذوب کے بہت سے درجات ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض نبوت کا پہلی

حاصل کرتے ہیں۔ بعض کو نصف اور بعض کو نصف سے زیادہ ملتا ہے اور بعض کو نبوت میں سے بہت زیادہ حصہ ملتا ہے۔

اور خاتم الاولیاء کہلاتے ہیں۔ (تذکرۃ الادبیاء صفحہ ۲۴۵ مطبوعہ کشمیری بازار لاہور)

شاید مجذوبی مراتب کی بھی تفریق ہے کہ ان میں سے دعویٰ کیا ہو کہ

أَنَا خَتَمُ الْوَلَايَةِ دُونَ شَيْءٍ

لَوْ رُثِ الْحَاشِمِيُّ حَمَّ الْمَسِيحِيُّ!

میں بے شک خاتم الاولیاء ہوں، کیونکہ مجھے حاشمی ولایت کے ساتھ ساتھ مسیحی ولایت ملتا ہے۔

نیز فرمایا :-

مَقَامُ النُّبُوَّةِ فِي مَبْرِزِخِ

فِي الرُّسُولِ وَدُونَ الْوَلَايَةِ

"یعنی نبوت کا مقام مبرزخ میں ہے۔ رسول سے کچھ اور ولی سے نیچے۔"

بسطامی صاحب نے مقام مجذوب کی وضاحت تو کر دی مگر خود ان مقامات میں سے کسی پر نہ ٹھہرے بلکہ فرضی آدمی کی مانند اولیاء

اسلام کیا۔

"مَلِكِي اعْظَمُ مِنْ مَلِكِ اللَّهِ" - یعنی میری بادشاہی اللہ کی بادشاہی سے عظیم ہے۔

"سُبْحَانِي مَا أَعْظَمَ شَأْنِي" - میں پاک ذات ہوں میری بلند شان کا کیا پوچھنا۔

"لَوْ أَنِّي أَرَفَعْتُ مِنْ لَوَاعِي مَحَمَّدٍ" - میرا جہنم احمد کے جہنم سے بڑا ہے۔

(تذکرہ مذکورہ باب معارف بابن زید مطبوعہ شیخ غلام علی برکت علی، تاجران کتب کشمیری بازار لاہور۔ بالذکر) (الترجمہ مولانا فرید الدین صاحب)

اسرارِ وحی سے متعلق احوامِ حق پر عبد الوہاب شہرانی کا فیصلہ کن اعلان :-

” فان قلت قد ذكروا النزول في بعض كتبهم ان من الفرق بين تنزل الوحي على قلب الانبياء وتنزل على قلوب الاولياء فنزل الملك فان الوحي يلهيهم ولا ينزل عليه ملك قط والنبي لا يبدل في الوحي من نزول الملك به فهل ذلك صحيح فالجواب كما قاله الشيخ في الباب الرابع والستين والثلاث مائة ان ذلك غلط والحق ان الكلام في الفرق بينهما اما هو في كيفية ما ينزل به الملك لا في نزول الملك “ (البراهين والحواسر جلد ۲ ص ۹۵)

” اگر تو کہے کہ امام غزالی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کے قلوب پر نزولِ وحی میں فرشتے کے نازل ہونے کا فرق ہے۔ کیونکہ وحی کو الہام تو ہوتا ہے مگر اس پر کبھی فرشتہ نہیں اترتا۔ اور نبی کو وحی فرشتہ کے نزل کے ساتھ ہوتی ہے۔ کیا یہ فرق جو انہوں نے بتایا، صحیح ہے ؟ سو اس کا جواب وہ ہے جو — حق الدین ابن عربی نے اپنی کتاب ۱ فتوحات مکیہ کے ۳۶۴ دین باب میں دیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے اور سچ بات یہ ہے کہ فرق صرف دونوں وحیوں کی کیفیت میں ہے، نہ کہ نزولِ فرشتہ میں۔ “

میر انیسال ہے، امام العوفیہ کا یہ فیصلہ سن کر کسی کو اس امر میں تردد نہیں ہو گا کہ صرفیائے کرام کا نظریہ ” نبوت غیر شرعی اور اجرائے نبوت دوئی “ مرزا غلام قادیانی سے نہ صرف لفظ بہ لفظ مطابقت رکھتا ہے، بلکہ زیادہ واضح اور روشنی افراط میں ہے۔

عقائد و دعویٰ مرزا غلام احمد قادیانی

۱۔ ” وہ صاحبِ خاتم ہے، مجر اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ فی الخلیفۃ الہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہو گا۔ اور مجر اس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے، جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے، جس کے لئے امتی ہی ہونا لازمی ہے “

” سو خدا نے ان معجزوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہذا قیامت تک یہ بات قائم ہوگی کہ جو شخص تجھے پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے، ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل دنیا پا سکتا ہے اور نہ کامل دہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آخرت پر ختم ہو گئی ہے مگر عقلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ بعض شخص محمدی سے وحی پاتا۔ وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر ۲۸۰، ۲۷۹)

۲۔ ” ہمارا اعلان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے۔ اور بعد اس کے قیامت تک ان معجزوں سے کوئی نیا ہے۔ جو صاحبِ شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آخرت ہو یا سکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے۔ اور صاحبِ نبوت سے نعمت وحی ماحولی کرنے کے لئے قیامت تک دروازہ کھلے ہی ہو وہی جو شائع کا تبیر ہے کبھی مستقطع نہ ہوگی، مگر نبوت والی یا نبوت مستطیع مستقطع ہوگی ہے۔ “ ولا یبدل الیہا الخ ایوم القیامت “ ” ربوہ مباحثہ با لوری چکر والوری ص ۳ “

۳ - "اب ہر محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر نبوت نبی آسکتا ہے۔ وہاں پہلے امتی ہو چکے اس خاتم پر امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔" (تجلیات الہیہ ص ۲۴)

۴ - "وَأَنَّ نَبِيَّاتِهَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي بَعْدَهُ إِلَّا الَّذِي يَنْتَوِرُ بِنُورِهِ وَكَيُونُ ظُهُورُهُ ظِلُّ ظُهُورِهِ" (اور ہمارے ہی خاتم انبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ سوائے اس شخص کے جو آپ ہی کے نور سے متور ہو اور آپ ہی کا ظہور و بروز ہو) "الاستقلا ص ۱۹۰ ص ۲۲"

فتاویٰ الرسول کے انعامات -

۵ - "نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت میں بند تھی کہ کھلی ہے یعنی فتاویٰ الرسول کی۔ پس ہر شخص اس کھڑکی کی روشنی سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظنی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی جو غیرت کی جگہ نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے جیش سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جیل کے لئے۔ اسی لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے اس کے معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی اور وہی طور پر مگر کسی اور کو..... غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد جو ہے کہ ہے نہ میرے نفس کی روح اور پکار نام بحیثیت فتاویٰ الرسول مجھے ملے لہذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ نمبر ۵)

۶ - "صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجات سے الگ ہو کر دعویٰ کیا جائے۔" (صفحہ ۱۷۷ - ۱۷۸) "ضمیمہ برائے احمدیہ عقیدہ خیمہ ص ۱۷۸ ص ۱۷۹"

۷ - "میں اس کو رسول پر دل صدق سے ایمان لایا چونکہ خدا نے ہر نبی کو تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ اور اس کی شریعت خاتم الخیر ہے۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے پیرائے میں سے فوجی ہے۔ وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے۔ یعنی اس کا ظن ہے اور اس کے ذریعے سے ہے اور اسی کا ظہور ہے اور اسی سے نصیبات ختم (پہنچت نبوت ص ۳۳)

۸ - عقیدہ کی رو سے جو خاتم سے چاہتا ہے وہ بھلا ہے۔ کہ خدا ایک ہے محمد اس کا نبی ہے اور خاتم انبیاء اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی جس پر روزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی ہے۔

"کشتی نوح مطبوعہ ۱۹۰۲ ص ۱۵"

۹ - "مجھے بروز ہی صورت کے نبی اور رسول بنایا ہے۔ اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا ہے۔ مگر بروز ہی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد جو امیں نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی بلکہ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔"

"ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۶"

بروز کی حقیقت خواجہ غلام فرید آف چاچراں کی نظر میں -

مزا آبادی نے اپنی کثرت و احوال میں اپنے دعویٰ نبوت کے اثبات میں لفظ "بروز" کو مستعمل کیا ہے۔ شاید مائرین میں سے اکثر لوگ صوفیوں کی اس اصطلاح کا مفہوم نہ سمجھ سکیں، اس لئے ذیل میں صوفیوں کی اس اصطلاح کا انہی کے ایک "بزرگ" کی زبان میں مفہوم تحریر کیا جا رہا ہے۔

فرماتے ہیں "وَالْبَرْزُ أَنْ يَفِيضَ رُوحٌ مِنْ أَرْوَاحِ الْكَفَلِ عَلَى كَامِلٍ كَمَا يَفِيضُ

عَلَيْهِ التَّجَلِّيَاتُ وَهُوَ بِغَيْرِ مَظْهَرٍ وَيَقُولُ آفَاهُو (ارشادات قریدی حصہ دوم ص ۱۱)

ترجمہ : اور ہرگز یہ ہے کہ کائنات کی ارواح میں سے کوئی روح کمال نہ پامانہ کرے جیسا کہ اس پر تجلیات کا اضافہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں وہی ہوں۔

پر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زبانی یہ فرمایا
 ”هَذَا وَخُذْ حَيْثُ مَا مَعَكَ صَلِّ عَلَىَّ وَسَلِّمْ وَلَا وَجُوْدَ عَبْدٍ الْفَلَاَنُ“
 یہ (امیر) ابو ہریرہ سے دوا احمد کا روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے۔

فتاویٰ الشیخ، فتاویٰ الرسول اور فتاویٰ اللہ کا الیادہ :-

صوفیاء نے اپنے گمراہ کن عقائد کو حقیقت بنانے کے لئے بہتوں اصطلاحیں گھڑیں۔ جہر کوئی فتاویٰ الشیخ کی منزل میں ہی گم ہو گیا۔ جو اس فن میں زیادہ مہارت رکھتے تھے وہ فتاویٰ الرسول کی منزل بھی طے کر گئے۔ اور ہرگز ہی رنگ میں اپنے رسول جہنہ کا دعویٰ کر دیا۔ مگر کچھ ”بلند بحث“ وہ بھی نکلے جنہوں نے فتاویٰ اللہ کی منزل طے کر کے ”انا الحق“ اور ”مَنْ خَدَّيْمُ“ کا نعز بلند کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی فتاویٰ الرسول کی منزل طے کر کے ہی جہنہ کا دعویٰ کر دیا۔ ایسے صوفیاء سے مگر کچھ بھی نیچے ہی رہا کہ جنہوں نے ”مَسْجِدُ صَبَّاحِي“ اور ”مَلِكِي اعْظَمُ مِنْ مَلِكِ اللّٰهِ“ کے دعوے کر کے اللہ کے دُعا کو چیلنج کیا۔ اگرچہ مرزا قادیانی بقول خود اس کے ”انگریز کا خود کا شتر پوتا ہے“ لیکن مرزا قادیانی اور صوفیاء کی کتب کے قاری مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر دوسے (شجر خبیثہ) کے لئے نرمی ہوا کہ اس نے اور بیچ ہیا کرنے کا کام تو فرما دے صوفیاء انجام دے رہے تھے۔ اسی طرح صوفیاء اجرائے دُعا کے قائل ہی نہیں دُعا پر ابھی ہیں۔ اور اپنے ”بافتہ قلبی“ کے ساتھ ”مکالمات“ اور ”مخاطبات“ کو بڑے فخر سے افکار میں پیش کرتے ہیں۔

صوفیاء اور مرزا قادیانی کے عقائد و دعوے کے مندرجہ بالا عقابلی تناظر میں آپ نے دیکھا کہ جرات مرزا قادیانی نے اس دور میں اپنے باطل دعوے کے حوالہ میں کونسی بات کا اعلان فرمایا؟
 ”۱۳۳۰“ (جو بانیہ بطلانی کی وفات کا دور ہے) سے کہتے آ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک کو بعد میں آیا۔ اس عقیدے کی حمایت اور مزید وضاحت کرتا آیا۔ اور نبوت بابت تیار سید کر دوسرے ہزار برس کے منظر پر مجدد صاحب سے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے ایک ہزار اور چند سال بعد ”حقیقت محمدی“ ”حقیقت احمدی“ میں تبدیل ہو جائے گی۔ یاد رہے کہ مجدد الف ثانی صاحب کا اپنا نام ”احمد“ تھا۔ دراصل مجدد صاحب نے یہ الہام (جو کہ بقول خود ان کے اللہ نے صرف انہی پر فرمایا تھا) اپنے لئے وضع کیا تھا۔ اور وہ خود ہی۔ ”حقیقت محمدی“ کو ”حقیقت احمدی“ میں تبدیل کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کا مقام حاصل کرنا چاہتے تھے کہ حالت نے ساتھ نہ دیا۔ اور بعض وجوہ کی بنا پر وہ اپنے اس غم ”الہامی قصد“ میں ناکام رہے۔ اور پھر ایک ہزار اور چند سال کے بعد ”ایک ہزار اور چند سو سال بعد“ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس الہام کو پھیلایا۔ اور ”حقیقت محمدی“ کو ”حقیقت احمدی“ میں تبدیل کر دیکھا۔

کاش قرآن و حدیث سے ختم نبوت کے بارے میں جو وضاحت پیش کی تھی اُسے سکھوں کا نشانہ نہ بنایا جاتا، اور اس طرح مرزا قادیانی اپنی فریخی نواز نبوت کے اثبات کے لئے وہی دلائل پیش کر پاتا جو عصر و زمانہ سے صوفیاء نے فراہم کر رکھے تھے۔ بہر حال ان معروضات کے ساتھ ہم دعوتِ غرور کو اور رجوع الی الحق پیش کرتے ہیں ان عقیدان صوفیاء و انہماک اولیاء اور بزرگانِ دین کی خدمت میں جو ان کے حکایت لب کشائی کی حرارت تو دور کہ ان کے لئے اپنے دلوں میں ادنیٰ بگمائی کو بھی کوئی حد تک سمجھتے ہی کہ وہ ان کی کتب کو اور زقرآن و سنت کے معیار پر پرکھیں اور پھر ٹھنڈے دل سے سوچ کر فیصلہ کریں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا کیا اتنا منہا ہے۔ مالک ہم سب کو توفیق دے آمین

بقیہ ومن وراثتہم بدوین

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي السُُُّورِ نَسْأُ تَوْنٌ آفْوَا جَاءَ

جس دن صومر میں چھوٹکا جائے گا تو تم گروہ در گروہ اللہ کے سامنے پیش ہو گے۔ (النساء ۱۸)

(اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اس دن کی ہونا کیوں سے بچائے اور

اپنے ساتھ مافیت میں جگہ دے۔ آمین

جیسا کہ روح عالم بزرخ میں ثواب یا عذاب کے دور میں رہتی ہے۔ بدن یہاں مٹی میں آہستہ آہستہ گھلتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا طرے اس کو ساز کر کے اس کی روح اس میں ڈالے گا اور قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِم بِرَزَخ

تحریر: ہادی ابن محمد داؤد، تودیرہ (سرحد)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ
فَإِنَّهُ مُلَاقٍكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَ
الشَّهَادَةِ فَيُبَيِّنُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ تم فرار کرتے ہو موت سے تم بھاگتے ہو تو وہ یقیناً تم سے مل کر رہے گی۔ پھر تم پر مشیدہ اور حاضر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے تو ہمیں تمہارے کئے سے خبردار کرے گا (سورہ بقرہ ۸) اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں یہ آیت اور اس جیسی بیشمار آیات اتاری ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ تم جس موت سے ڈرتے اور بھاگتے ہو وہ ایک نہ ایک دن ضرور تم کو اپنا مزا چکھائے گی اور تم ضرور اس ذات پاک کے حضور پیش ہو گے جو سچے اور کھلے تمام امور سے باخبر ہے اور تمہارے سائے کام اچھے یا برے سرعام تم کو دکھائے جائیں گے۔

موت کا مطلب ہے بدن سے روح کا جدا ہو جانا۔ جب بھی کو موت آتی ہے تو اس کی روح اس کے اس خاکي بدن سے جدا ہو جاتی ہے اور جب روح بدن سے جدا ہو گئی تو پھر قیامت تک اس بدن خاکی میں آنے کی نہیں جس طرح مندرجہ ذیل آیات پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ ان حیوں میں ارواح دوبارہ قیامت کے دن داخل کی جائیں گی اور تم سب دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔

۱- كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
(البقرہ ۲۸)

ترجمہ: جلا کو مکر نامی مسمی کہتے ہو اللہ کے ساتھ حالانکہ تم مردہ (محض بے جان) تھے تو اس نے تم کو زندگی بخشی۔ پھر وہی تم کو موت دے گا۔ پھر زندہ کرے گا (یعنی قیامت کے دن) پھر تم اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔

۲- إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۖ وَالْمَوْتِ يَسْمَعُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تَرْجَعُونَ ۝ (الانعام ۳۶)
ترجمہ: وہی لوگ (حق کو) قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) انہیں ہی گے۔ پھر وہ سب اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

۳- وَلَوْ أَنَّا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الذِّكْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ
وَنَشَرْنَا مَلَيْكَتِنَا كُلَّ مَلَايِكَةٍ ثُمَّ كَانُوا يُؤْمِنُوا بِآيَاتِنَا
أَن يَأْتِيَ اللَّهُ وَلَهُ لَكِنَّا أَكْثَرُ مِنْهُمْ يُجَاهِلُونَ ۝ (الأنعام ۱۱۳)
ترجمہ: اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو اتار دیتے اور ان سے نرنے باتیں کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات کو ان کے دوبرہ لا کر جمع کر دیتے۔ تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے۔ ہاں اگر اللہ ہی چاہے تو اور بات ہے) لیکن ان میں سے اکثر لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔

۴- وَالَّذِينَ يَذَّبُونَ مِنَ ذُرِّيَّتِهِ لَنُخْلِقَنَّهُمْ شَيْئًا نَّهْمُ
يُخْلَقُونَ عَلَىٰ أَمْوَاتٍ غَيْرِ أَخْيَارٍ ۖ وَمَا يُشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ
(الحمل ۳۴)

ترجمہ: اور جن لوگوں کو یہ اللہ کو چھوڑ کر پکھلتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں اور ان کو یہ بھی شعور نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

۵- ثُمَّ إِلَيْكُمْ رُجْعٌ ۚ وَاللَّهُ لَمُبْتَئِيَةٌ ۖ ثُمَّ إِلَيْكُمْ رُجْعٌ ۚ فَبِئْسَ مَا تَكْفُرُونَ
(النور ۴۵)

ترجمہ: پھر تم یہ اس (زندگی) کے ضرور ہی مرنے والے ہو پھر تم قیامت کے روز (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے۔

۶- حَتَّىٰ إِذَا نَفَخْنَا فِيهِمُ الْمَوْتَ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونَا
لَعَلَّنَا أَعْمَلُ مَا لَحْنًا فَنَمُوتُ كَلَّا ۖ وَإِنَّمَا كَلِمَةٌ هُوَ
قَائِلُهَا ۚ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِم مَّبْرُؤَاتٌ إِلَىٰ يُؤْمِرُ يُمْشِقُونَ ۝
(الرحمن ۱۹۹)

۱۱۔ کَوْنُ النَّفْسِ ذُو حَيَاتٍ ۝ التَّكْوِينِ ۝

مترجمہ اور حبيب الرحمن (بدنوں سے) ملاوی چاہیں گی

مذہبِ بلا تفریق کی آیات سے ثابت کر دیا کہ ایمان اور ادراج کا جوڑ قیامت کے دن ہوگا۔ اب قرآن میں چلائے گا کہ ان کی ادراج کہاں ہیں اور اجساد کہاں تو پہلے آئے ادراج کی طرف۔ جس وقت غزوۂ بدر اور اُحد میں صحابہ کرامؓ شہید ہوئے تو اللہ پاک نے ایمان والوں کی تسلی اور انہیں خوشخبری دینے کے لئے تاکہ ان کا حزیہ اور شوقِ جہاد مزید بڑھے دو آیتیں بالترتیب نازل فرمائی۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتٌ ط بَلْ

ترجمہ ۱۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں۔ ان کی نسبت موت کہو کہ وہ (معمولی مردوں کی طرح) اسرہ دیں بلکہ وہ تو (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں۔ لیکن تم ان کو اس سے اس حیات کا ادراک نہیں کر سکتے (البقرہ: ۱۵۷)

٢- وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنَّهُمْ مُوتُوا بِآلَةٍ
أَخْيَارٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُزَكُّوْنَ ٥ ١٦٦

ترجمہ:- جولوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے تھے ان کو مردہ موت خیال کرو چلو
 وہ تو زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے نزدیک ۔ ان کو رزق بھی ملتا ہے۔
 (آل عمران ۱۶۹)

ان آیات کے بارے میں مسروق کہتے ہیں کہ ہم نے عبد اللہ ابن مسعود سے پوچھا۔ عبد اللہ ابن مسعود نے فرمایا: ”ہم نے اس کے شعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا“ آپ نے فرمایا: ”شہداء کی ارواح سبزیں تبدیل کئے جاویں گی۔ میں اور ان کے لئے قندیں عرش الہی کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ وہ جہاں چاہیں جنت کی سیر کرتے ہیں پھر ان قندیلوں میں آکر پھر اُگرتی ہیں۔ ان کی طرف ان کے رب نے التفات کی اور ارشاد فرمایا۔ تمہیں کسی اور چیز کی خواہش ہے، شہداء نے جواب دیا اب ہم کس چیز کی خواہش کریں؟ ہم تو جنت میں جیسے چاہیں سیر کرتے ہیں۔ اسی طرح تین بار اللہ تعالیٰ نے ان سے یہی دریافت کیا۔ جب شہداء نے دیکھا کہ جب تک ہم جواب نہ دیں گے۔ ہمیں سب سے تھوڑا اجلہ نکلا تو عرض کیا ”اے ہمارے رب ہماری تنہا ہے کہ تو ہمارے دل کو بھرنے کے لئے ہمارے جسموں میں لوٹاؤ تاکہ ہم پھر تیری راہ میں شہید کئے جائیں۔ اب جب کہ اللہ نے دیکھ لیا کہ انہیں کسی اور چیز کی

قریب یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آ جاتی ہے تو اس وقت کتا ہے کہ اے میرے رب تجھ کو (دنیا میں) پھر واپس بھیج دیجئے تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں پھر جا کر نیک کام کروں۔ ہرگز (ایسا) نہیں (ہوگا) یہ (اس کی) ایک بات، ہی بات ہے جس کو یہ کہے جا رہا ہے۔ اور ان لوگوں (مرد خدائوں) کے لئے بھی ایک بزرخ (ہوگا) ہے۔ قیامت کے دن تک۔

اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ
ثُمَّ يُخَيِّطُكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَاءَ لَكُمْ يَتَّعَلُّ مِنْ دَائِكُمْ
مِنْ شَيْءٍ طَسْبِحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (الزمر: ۳)

ترجمہ: اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا تم کو رزق دیا۔
پھر تم کو وہ موت دیتا ہے۔ پھر تم کو زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے (انبار) کوئی

شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کرے۔ ۵۰ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

٨ - اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ
تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فِيمُمْسِكُ الَّتِي تَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ
وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ٥

مترجمہ اللہ ہی قبض (یعنی معطل) کرتا ہے۔ (ان جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی جن کی موت نہیں آئی ان کے مرنے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرمایا چکا ہے اور مباتی جانوں کو ایک مبادی صفت تک کے لئے رہا کر دیتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے جو کہ مرنے کے مبادی ہیں۔ دلائل ہیں (الزمر ۴۲)

۹۔ قَالُوا اَكْرَمْنَا امْتَنَّا امْتَنَيْنَا وَاحْيَيْنَا امْتَنَيْنَا
فَاَمْتَرْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ اِلَّا خُرُوجٌ مِّنْ مَّيْمَنٍ (المومن ۷۵)
ترجمہ: وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم کو دوبار
مردہ رکھا اور دوبارہ زندگی دی۔ سو ہم اپنی خطاؤں کا پتہ کر کے تھے ہیں تو کیا
(یہاں سے) نکلتے کی کوئی صورت ہے۔

[illegible]

قرآن پاک کی درج بالا دو آیات کی ترجمہ تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی درج بدن سے جدا ہوتے ہی بزرخی جسم میں داخل ہوتی ہے اور اس میں تاقیامت دہتی ہے۔ تصدیق کے لئے دیکھیں درج ذیل قرآنی آیات و حدیث۔

۳۔ قِيلَ اَدْخُلِ الْجَنَّةَ ۔۔۔ (جب ایک مرد مومن کو اپنی قوم شہید کرتی ہے اس وقت اس کو کہا جاتا ہے۔ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (سورہ البقرہ ۲۶)

اب ذرا کفار و تجار کی ارواح کو دیکھیں۔

٥- مَقَاتِلُهُمْ اُشْرُقُوا فَأَغْلِبُوا انَّا اَقْلَمُ
يَحْدُذُ اللَّهُ مِنْ دُونِ النَّصَارَةِ (نوح ٢٥)

وَحَاقَ بِالْأَلْفِ فِرْعَوْنُ سُوءَ الْعَذَابِ ۝ الشَّامُ
يُحْرَقُونَ عَلَيْهِمْ لُحُومُ الْبَنَاتِ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۝
أَدْعُوا إِلَى فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ (المن ٣٥-٣٧)

قِيلَ ادْخُلَا الْمَدِيْنَةَ مَعَ الدَّابِعِلَيْنِ (التحریم ۱)

یہ سب قرآن و حدیث کا عقیدہ و مسلم کی ایک حدیث ہے۔

ج سے بدیو آقا ہے۔ فرشتے اس کی ناپاک روح پر لعنت بھیجتے ہیں۔ پھر
تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے عباد اس کو قیامت تک کے لئے اگک (عالم برزخ)

وَسَلَامٌ عَلَيْنَا يَوْمَ ذُلِّهِ وَيَوْمَ نَمُوتُ وَيَوْمَ يُنْفَخُ

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔
وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَوَلَدْتُ وَأَمُوتُ وَأُبْعَثُ

حَيًّا = (المترجم لـ ١٠٠)

سلامتی ہو چھ پر جس دن میں پیدا ہوا، جس دن مرنے کا اور جس دن دفن کر کے اٹھایا جائے گا۔

اَلَّذِي اَنْشَأَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ (سین)

کہا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہوئیں۔ کہہ دیجئے ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے بنایا تھا۔ ان کو پہلی بار اور وہ صیاب طرح بنانا جانتا ہے۔

عَمَّا إِذْ يَتَنَكَّبُ وَرَتَّبَ رُتَبًا ۖ وَخَلَقَ مَا يَخْلُقُ ۚ لَئِيْلَ الْكَافِرِيْنَ ۝
اَوَابَا عَنَّا الْاَزْدَلُوْنَ ۝ قُلْ لَّعَنُوا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ دَخَلُوْا فِيْهَا ۝
(الصافات ۱۴-۱۸)

کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور پڑاں تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی - کہہ دیجئے ہاں اور تم ذیل ہو گئے -

لَمْ نَدِمْكُمْ اَوَّلًا فَاَنتُمْ زَاكِرُونَ لَعْنَةُ رَبِّ الْمُنَافِقِينَ قَدْ

عَلَيْهَا مَا تُغْنِي الْأَرْضُ عَنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ ۝
(٣٠-٢)

کیا جیب ہم مرچکے اور ہو گئے مٹی (تو کیا پھر زندہ ہوئے) یہ دیکھ کر زندہ ہونا (مقل سے) بہت درد ہے۔ ہم کو معلوم ہے جتنا گھٹا ہے زمین ان میں سے اور ہمارے پاس کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔

أَحْسِبُ الْإِنْسَانَ أَن تَنْتَجِعَ عِظَامَهُ ۖ كَلِمٌ
قَادِرِينَ عَلَى أَنْ نَسُودَ بَنَانَهُ ۖ (الْقِيَامَةُ ٣-٤)

”کیا خیال رکھتا ہے انسان کہ ہم جسے نہ کریں گے اس کی ہڈیاں نہیں
 نہیں ہم اس کی پور پور ٹھیک کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک کی مندرجہ بالا
 آیات نے سورج کی روشنی کی طرح واضح کر دیا کہ مرنے کے بعد انسان
 مٹی ہو جاتا ہے۔ چوراچورا ہو جاتا ہے۔ پھٹ جاتا ہے۔ بوسیدہ ہو جاتا
 ہے۔ اللہ کی طاقت وسیع ہے۔ وہ ہمیں دوبارہ اٹھنے پر قادر ہے تمہیں
 ضرور اٹھانے کا

اس مضمون پر بے شمار احادیث مروی ہیں۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔
 "ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انسان
 کے جسم میں ایک ہڈی کے سوا کوئی چیز نہیں رہتی اور وہ ہے عجب الذنب
 یعنی ایک ہڈی، اور قیامت کے دن اسی ہڈی سے آدمی کے بدن کی ترکیب
 ہوگی (یعنی بدن ساز ہوگا)۔ مسلم کہ حدیث میں کچھ اضافہ ہے۔"

قَالَ لَنْ أَدْرِي مَا كَلَّمَكَ التُّرَابُ الْأَعْجَبُ
الَّذِي مَشَى خَلْقَ وَفِيهِ يُرَكَّبُ (محجسم عن محمد بن)

وَمَا أَنْتَ بِمُصْطَفٍ مَّنْ فِي الْقِيَامَةِ

ترجمہ :- تم ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں ستائے والے نہیں (نظر ۲۳)
یعنی تم قبر والوں (مردوں) کو نہیں ستا سکتے۔

۱۔ وَتَالُوْا اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّزُرْقًا اِنَّا لَكٰبِعُوْنَ خَلْقًا
جَدِيْدًا ۝۵۱ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارًا اَوْ حَدِيْدًا ۝۵۲ اَوْ خَلْقًا
مِّمَّا يَكْتُمُوْنَ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُعِيْدُنَا ط
قُلِ الَّذِيْ ذَخَّرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ (نہی اسرائیل ۴۹-۵۱)
(یہ منکرینِ بعثت) کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر ہڈیاں اور چرچر اچھڑا
ہو جائیں گے تو کیا پھر نہ بن کر اٹھیں گے۔ کہہ دیجئے! تم پتھر یا لوہا پر جاؤ
یا اپنے دل میں کوئی خلقت جس کو شکل سمجھو، پھر اب کہیں گے کون لوٹا کر
لانے والا ہم کو۔ کہہ دیجئے جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار۔

۲۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَهَلْ مَدَنُكُمْ عَلٰی اٰمُرٍ جَبَلٍ يَّرْتَفِعُ
فَاَسْمِعْنَا مِنْ اٰمُرٍ مِّمَّنْزَلٍ ۚ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيدٍ (النساء)

اور کہنے لگے تمہارے (قیامت) کے بھلاہم بتلائیں تم کو ایک ایسا

آدمی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو تم کو خبر دیتا ہے کہ جیتا ہو کر (موتے ہو کر) پھر سے پیدا ہو گا۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُفِّلَ فِي الْأَرْضِ فَأَنزَلْنَاهُ فِي خَلْقٍ جَدِيدٍ
لَهُمْ يَلْقَا فِي رَيْبِهِمْ كَفْرًا ۝ (السجدة)

اور کہنے لگے کہ جب ہم زمین میں مل جائیں گے تو کیا از میر نوید ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے شکر میں۔

قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۖ قُلْ يُحْيِيهَا

کہ انسان کو مرنے کے بعد بھی کھاتی ہے سوئے اس خاص ہڈی کے۔ اسی سے (مال کے پیٹ میں) درست کیا گیا ہے اور قیامت میں بھی بدن کو اسی سے ترکیب ملے گی۔

قرآن وحدیث نے بتلایا کہ مرے ہوئے انسان کا بدن ختم ہو جاتا ہے ان قبروں میں ان کی بوسیدہ اور خاک شدہ ہڈیاں ہیں۔ امام بخاریؒ نے ابو بکرؓ کا قول پیش کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا مجھے نیا گفن نہ دینا پرانے کپڑوں میں دفن کرو دینا کیونکہ نیا کپڑا تو زندگی کو زیب دیتا ہے۔ مرے ہوئے انسان کا بدن خون و پیرپ بن کر مٹ جاتا ہے (بخاری)۔ قرآن پاک نے یہ مسئلہ بھی واضح کیا ہے کہ جو ان مرے ہوؤں کی لاشیں زندہ سمجھ کر ان کو حاجت بڑاری کے لئے پکارتے ہیں۔ ان سے بڑا گمراہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ فرمایا:-

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مِمَّنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَتَبَعَهُمْ عَنْ دُئَاءِهِمْ مُطْعِنُونَ ۝
وَأَن تَحْشُرَ النَّاسَ أَن يَقُولُوا أَلَمْ نَكُنْ لَكُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنْ قَبْلِهِمْ فَاصْبِرْ ۝

اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے علاوہ ایسوں کو پکارتے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکیں۔ اور وہ ان کی پکاروں سے غافل بٹے ہوئے ہیں اور جب قیامت کے روز لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو وہ ان (پکارتے والوں) کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی (پکاروں کی) عبادت کا انکار کر دیں گے۔ (الاحقاف: ۶۵)

اور کہیں فرمایا:-

أَمْ نَجْعَلُ الْأَنْفُسَ أَحْيَاءَ وَمَكَ يَشْعُرُونَ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَلِيمٍ ۝
(النمل: ۲۱)

مرے ہیں۔ ان میں جان کی رت نہیں۔ ان کو مرنے کے بعد اپنے اٹھانے جانے کا شعور بھی نہیں۔ کہیں آتا ہے۔

لَا يَسْمَعُونَ دُعَاءَكُمْ وَكَلَّا سَمِعُوا مَا أُنْتَدَبُوا إِلَيْهِمْ وَأَنَّهُمْ كَانُوا مُكْذِبِينَ ۝
تسماری پکار نہیں سنتے اور اگر بالفرض سن بھی لیں

تو تہہ بہ تہہ جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کے منکر ہوں گے اور صاف اعلان کریں گے کہ:-

فَلَنُحْيِيَنَّالَهُنَّ سَمْعًا وَلَنُخَبِّرَنَّكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝
(الزمر: ۲۱)

سو اللہ کافی ہے گواہ بنائے اور تمہارے درمیان۔ ہم کو تمہاری بندگی (پکار، مانگنے) کی بائیں خبر دے دے گی۔ ان کو خبر نہ کر بھیگی کہ ان کی ارواح تو عالم برزخ میں ہیں۔

وَمِنْ دُونِ ذَلِكَ جَعَلْنَاهُمْ نَارَ لَّيْلٍ مُّسْتَوِيَةً ۝
اور بدن بغیر روح کے ہیں اس لئے تو قرآن پاک نے یہ بات بتلائی کہ:-
وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْواتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝
(فاطر: ۲۷)

”زندہ اور مردہ برابر نہیں۔ اللہ سنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تم ان کو جو قبروں میں (مدفون) ہیں نہیں سنا سکتے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے سنانی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تلیب بدر میں پڑے ہوئے مردہ کفار کو۔ فتادہ فرماتے ہیں یہ آپؐ کا معجزہ ہے عبد اللہ بن عمرؓ نے بھی یہی بات کہیں کہ انہوں نے سن لی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ کسی نہیں بلکہ وہ جان گئے۔ یہ وہ بات ہے جس میں دونوں کا اختلاف تھا۔ اور دونوں کی بات اپنی اپنی جگہ درست ہے (بخاری) عقیدہ دونوں کا یہ ہے کہ مردے نہیں سنتے کیونکہ معجزہ عام قانون نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ اختلاف عقیدے کا اختلاف نہیں ہے۔ اب اسی بات کو اس واقعہ سے پھر ”مام“ بتانا قرآن وحدیث اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین ہے۔ قرآن وحدیث کا حکم کو پس پشت ڈالنا ہے۔ شرک کا رد و ردھو کھونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھکراتا ہے۔ اللہ کا غضب اس حالت میں اس اتمت سلمہ پر برس رہا ہے کہ ان پر کفار کو مستطہ کر دیا گیا ہے۔ آج یہ امت اپنے احیاء و رہبان (سروی اور پیر) کے اشاروں پر بنا رہی ہے۔ جنہوں نے تاویل کر کے قرآن وحدیث کی ہر بات کو بدل دیا ہے۔ اگر اب بھی یہ باز نہ آئے تو اور عقائد و اعمال کو قرآن وسنت کے پیمانہ پر درست نہ کیا تو کل مرنے کے بعد وزخ کی آگ سے سابقہ پیش آئے گا۔ قرآن پاک نے واضح شکاف الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَتُنَادُونَ رَبَّنَا بِدَعْوَتِهِمْ فَهُمْ يَكْفُرُونَ ۝
مِنْ دُونِهِ أَقُولُ لَكُمْ ۝ (الاعراف: ۳)

اپنے رب کی طرف سے نازل شدہ احکام کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور دوستوں اور مددگاروں کی پیروی نہ کرو۔

قرآن وحدیث مزید حوالہ بالابیان سے واضح ہوا کہ انسان کے مرنے کے بعد

تبلیغ دین کی اہمیت

محکمہ رمضان: شیخوپورہ

ذکر کو بند کر کے گامو بھرے گا۔ تجھے برائی کیا بڑی اپنی بیسٹورہ اگر کوئی
 گناہ کرتا ہے تو خود ہی اس کا قیام نہ جگے گا۔ تجھ پر اس کے گناہ کا کوئی وبال نہیں
 گویا وہ انسان کو تبلیغ سے منع کرتا ہے اور ایسی ایسی باتیں انسان کے دل پر القا
 کرتا ہے کہ انسان تبلیغ کے اس اہم فریضہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اسی
 بات کو ایک فقہ قرار دیتا ہے۔ ارشاد ہے۔ **وَاتَّقُوا قِتْنَةً...**
مَشْدِيدًا الْعِقَابِ (انفال ۲۵) اور تم اسے قتنہ سے بچو کہ وبالِ عین
 خاص اپنی لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں سے گنہگاروں کے مرتکب ہوتے ہیں
 اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ یعنی ایک معاشرے
 میں اگر کچھ لوگ کسی برائی کے مرتکب ہوتے ہیں اور کوئی انہیں منع نہیں کرتا تو
 یہ نہیں ہو گا کہ عذاب صرف گنہگار لوگوں پر ہی آنے لگے سب گنہگاروں کے لئے
 اور گنہگاروں کو ہوتے ہوئے خاموشی سے دیکھنے والے اس عذاب میں دھڑلے
 جائیں گے۔ گنہگاروں کو گناہوں کی پاداش میں اور دیکھنے والوں کو منع نہ کرنے
 کی پاداش میں۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں اصحابِ بہت سے اقوام
 سے واضح کرتا ہے۔ ترجمہ ص ۱۰۰ ذرا ان سے اس بستی کا حال بھی پوچھو
 جو صحنہ کے کرائے واقع تھی۔ انہیں یاد دلاؤ وہ واقعہ کہ وہاں کے لوگ بہت
 (بہت) اچھے دن احکامِ الہی کی خلاف ورزی کرتے تھے اور یہ کہ ٹھیکیاں بہت
 ہی کے دن ابھرا تھیں کہ پرانے سامنے آتی تھیں اور بہت سے سوا بانی
 دونوں میں نہیں آتی تھیں۔ یہ اس لئے ہوتا تھا کہ ہم ان کی نافرمانیوں کی وجہ
 سے ان کو آزمائش میں ڈال رہے تھے۔ اور انہیں یہ بھی یاد دلاؤ کہ جب ان میں
 سے ایک گروہ دوسرے گروہ سے کتا تھا کہ تم ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے ہو جنہیں
 اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا سخت سزا دینے والا ہے تو انہوں نے جواب دیا
 تھا کہ ہم یہ سب کچھ تمہارے آپ کے حضور اپنی معذرت پیش کرنے کے لئے
 کرتے ہیں اور اس امید پر کرتے ہیں کہ شاید یہ لوگ اس کی نافرمانی سے
 پرہیز کریں۔ آخر کار جب وہ ان ہدایات کو بالکل ہی فراموش کر گئے جو

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَالْعَصْرُ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ..... وَتَوَصَّلُوا لِلصَّيْرِ** (العصر ۳)
 ترجمہ: زمانے کی قسم انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے سوائے
 ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق
 کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔۔۔ کسی انسان پر جب شیطان حملہ کرتا
 ہے تو مسکے پہلے وہ اسے کھلے کفر کی دعوت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود دوسرے
 سے ہے ہی نہیں۔ اگر انسان اس کی بات قبول نہیں کرتا اور اللہ کے ہونے کا منکر
 نہیں ہوتا تو پھر اسے کہتا ہے کہ اللہ ہے ضرور مگر وہ کیلئے نہیں ہے بلکہ اس کے
 کارخانہ قدرت کو چلانے میں اور بھی اس کے شریک اور ساتھی ہیں گویا وہ اسے
 شرک کی دعوت دیتا ہے۔ اگر انسان اس کی یہ بات بھی قبول نہیں کرتا اور
 اللہ کو وحدہ لا شریک ماننے پر پابند رہتا ہے تو پھر انسان پر اٹھا دیا کرتا ہے کہ
 یا نکل اللہ وحدہ لا شریک ہے مگر اس کے دین میں جو اس کے رسول لے کر آئے
 ہیں فلاں فلاں مقام پر کسی روٹی ہے چنانچہ تو اس کی کو پورا کر اور اس کام کو
 کر کے اللہ سے ثواب حاصل کر۔ گویا وہ اسے بدعت کے لئے آمادہ کرتا ہے
 اگر انسان بدعت بھی اختیار نہیں کرتا اور کتاب ہے کہ جو دین اللہ کا رسول ہمیں
 دے گیا ہے وہ مکمل ہے۔ اب اس میں کسی پیشی کی گنجائش نہیں ہے تو پھر شیطان
 اس پر اٹھا دیا کرتا ہے کہ بڑے بڑے گناہ ہی کر لے کیونکہ اللہ مغفور الرحیم ہے
 وہ تیرے گناہوں کو بخش دے گا۔ پھر اگر انسان اب بھی اس کے دامِ فریب سے
 نکل جاتا ہے اور بڑے گناہ پر آمادہ نہیں ہوتا تو پھر شیطان اسے کہتا ہے کہ چل
 یہ معمولی چھوٹے چھوٹے گناہ ہی کر لے کیونکہ تیرے اعمال صالحہ کے آگے ان کی
 کچھ حیثیت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کبیرہ گنہگاروں تک کو بخش دے گا ان کی کیا
 حقیقت ہے۔ اب اگر انسان ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بھی کرنے پر آمادہ
 نہیں ہوتا تو پھر شیطان انسان پر آخری وار کرتا ہے کہ ٹھیک ہے تو بڑا نیک
 ہے مگر تو اس نیکی کو اپنے ملک محدود رکھ۔ خود صالح کام کرتا رہ دوسروں کی بڑا

انہیں یاد دہانی ملتی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو بکالیا جو برائی سے روکتے تھے
باقی سب لوگوں کو جو غلط تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت مذاب میں پھڑپھڑا پھر
جب وہ پورے سرگشی کے ساتھ وہی کام کئے چلے گئے جس سے انہیں روکا گیا تھا
تو ہم نے کہا جو چاہو زندہ رہو اور خوار (اعراف ۱۶۳ - ۱۶۴) اس
واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی گنہگار سستی کا کوئی باعث نہ تھیں اس بناء
پر مواخذہ سے بری نہیں ہو سکتا کہ اس نے خود گناہ نہیں کیا ہے بلکہ اسے اللہ
کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے ثبوت فراہم کرنا ہو گا کہ اس نے
اپنی حد استطاعت تک اصلاح کی کوشش کی ہے۔ کسی گنہگار معاشرے میں
خاموشی سے زندگی بسر کرنے کی سنگین کو ایک مثال کے ذریعہ نبی نے واضح کیا ہے
نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اللہ کی حمد وہیں سستی کرنے والوں اور ان میں گر پڑنے والوں کی مثال اس قوم
کی مانند ہے جو کشتی میں بیٹھے اور قہر والا بعض کشتی کے چلنے چھٹنے میں چلے گئے اور
کچھ اس کے اوپر والے حصے میں چلے گئے۔ نتیجہ ہے والے پانی نے کراں لوگوں کے
پاس سے گزرتے ہیں جو اوپر والے حصے میں رہتے تھے۔ ان کو ان کے گزرتے سے بھین
ہوتی ہے۔ نتیجہ والے نے کہا اڑا دیا اور کشتی کو نیچے سے توڑنا شروع کیا۔ اوپر والے
اس کے پاس گئے اور کہا کچھ کیا ہوا۔ اس نے کہا میرے اوپر آنے کی وجہ سے
تم نے تکلیف محسوس کی اور بچے پانی کی ضرورت ہے۔ اب اگر وہ اس کا
اتھ پکڑیں گے تو اس کو ڈوبنے سے بچائیں گے۔ اور خود بھی نجات پائیں گے۔ اگر
اس کو چھوڑ دیں گے۔ (منہ نہ کریں گے) تو اس کو ہلاک کریں گے۔ اور اپنی
جاؤں کو بھی ہلاک کریں گے۔ (بخاری مشکوٰۃ باب امر بالمعروف) ایک اور
حدیث میں جاہل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو اس میں رہنے والوں کے
اوپر ارٹ کرے۔ اس نے کہا۔ اے پروردگار! اس میں تیرا ایک بندہ ہے
جس نے ایک لٹھ بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس پر
اور تمام سستی والوں پر شہر کو ارٹ کرے کہ میرے دین (کی خلاف ورزی) کو
دیکھ کر کبھی اس کا تیرا متغیر نہ ہوا تھا۔ (بیہقی مشکوٰۃ۔ باب امر بالمعروف)
یعنی اس شخص میں کمزور ترین ایمان بھی نہ تھا۔ جیسا کہ ابوسید خدری سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں
سے کوئی خلاف شرع امر دیکھے اس کو ہاتھ سے روکے۔ اگر اس کی طاقت نہیں
رکھتا تو زبان سے روکے۔ اور اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھتا تو دل سے برا
جلے اور یہ شخص کمزور ترین ایمان والا ہے۔ (مسلم مشکوٰۃ۔ باب امر بالمعروف)
اور اے لوگوں پر جو نہ تو لوگوں کو بے کام سے روکتے ہیں اور نہ ہی ان کو

برا جاتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ دوستی کے روابط استوار کرتے ہیں اور کسی
اصلاحی تحریک میں حصہ نہیں لیتے۔ ساتھ نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ است فرماتا
ہے۔ ارشاد ہے۔ ترجمہ ۱۔ نبی امرائے میں سے جن لوگوں نے کفر
کی راہ اختیار کی ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی
یونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے۔ انہوں نے ایک
دوسرے کو بڑے اقبال کے ارتداد سے روکا چھوڑ دیا تھا۔ برا طرز عمل تھا۔
جو انہوں نے اختیار کر رکھا تھا۔ آج تم ان میں بکثرت ایسے لوگ دیکھتے ہو
جو اہل ایمان کے مقابلہ میں انکار کی حمایت و وقافت کرتے ہیں۔ یقیناً
بہت برا انجام ہے جس کی تیاری ان کے نفسوں نے ان کے لئے کی ہے۔ اللہ
ان پر غضبناک ہو گیا ہے اور وہ دائمی مذاب میں مبتلا ہوئے ہیں۔ ان کو
فی الواقع یہ لوگ اللہ اور پیغمبر اور اس پیغمبر پر ایمان لائے والے ہوتے جو
پیغمبر پر ایمان ہوئی تھی تو انہیں اہل ایمان کے مقابلہ میں ایمانوں کو اپنا وسیع
درجہ نہ ٹھہرانے میں سے تو یہ شیعہ لوگ اللہ کی اطاعت سے نکل چکے ہیں (امام احمد
۴۸ - ۸۱) اس بات کی تشریح بتی کی یہ حدیث کرتی ہے۔ عبد اللہ بن
مسعود سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب
امرائے میں ہوں میں گرفتار ہو گئے۔ ان کے علماء نے ان کو روکا۔ جب وہ نہ
رکے تو انہوں نے بھی ان کی مجلسوں میں ہم نشینی کی اور ان کے ساتھ کھانے اور
پینے لگے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بعض کے دل میں سے ملائیے اور جناب داؤد اور
جناب علی کی زبان سے ان پر لعنت کی۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی
کی اور وہ زیادتی کہتے تھے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اتھ بیٹھے اور آپ تکیہ لگانے ہوئے تھے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے اتھ
میں میری جان ہے تم اس وقت تک مذاب الہی سے نجات حاصل نہ کرو
گے جب تک ظالموں اور فاسقوں کو گناہوں سے نہ روک گے۔ (ابوداؤد ترمذی
مشکوٰۃ۔ باب امر بالمعروف) مذکورہ قرآن اور حدیث کے بیان سے یہ بات
ظاہر ہوتی ہے کہ ایمان کے دو پیلوں کا یہ معاشرہ ایسا ہے جس نے جو کہ
اس میں یا اہل سرافشار یا جو اور حق کے خلاف کام کر رہا ہو مگر لوگ خاموشی
کے ساتھ اس کا تماشا دیکھتے ہیں بلکہ اس معاشرہ میں یہ روح جاری و ساری
رہے کہ جب اور جہاں یا اہل سرافشار نے کلمہ حق کہتے والے اس کے خلاف
(اختلاف میں) اتھ کھڑے ہوں۔ اور معاشرے کا ہر فرد صرف خود ہی حق پکڑتی
اور راستبازی اور عدل و انصاف پر قائم رہتے اور حق والوں کے حقوق لانے
پر اکتفا نہ کرے بلکہ دوسروں کو بھی اس لڑائی کی متین کرے۔ یہ وہ چیز ہے
جو معاشرے کو اخلاقی زوال و انحطاط سے بچانے کی ضمانت ہے اور اسی چیز کو

اعتقاد کرے کوئی اللہ کے غضب اور لعنت سے بچ سکتا ہے اور اسی کو اختیار کر کے کلام یا کتاب ہے جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔ **وَلَقَدْ عَلَّمْتُمُ الْمَاءَ قَدْرَهُمْ**۔۔۔۔۔ **لَهُمُ الْمَغْضُوبُونَ** (البقرہ ۱۱۴) اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو کہ خیر کی طرف بلا کرے اور نیک کام کرنے کو نہ کہے۔ اور برے کاموں سے روکا کرے اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں جو اللہ کے نزدیک تبلیغ کا کام ہی سب سے اچھا کام ہے۔ ارشاد ہے **وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا لِّمَنْ يَنْتَعِلُونَ**۔۔۔۔۔ **مِنَ الْمُسْلِمِينَ** (احم السجہ ۳۳) ترجمہ :- اور اس شخص سے اچھی بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ آپ ادھر پڑھ چکے ہیں کہ شیطان انسان پر کرم طرے حکم کرتا ہے اور یہ کہ آخری طرہ شیطان کا ایمان کو تبلیغ سے منع کرنا ہوتا ہے اور اگر یہاں بھی شیطان کو ایسی ہی ہوتی ہے اور ایک بندہ تبلیغ کو فریضہ دین سمجھ کر کرنے پر مجبور ہے تو پھر شیطان کا پس تو اس پر نہیں چلتا مگر وہ اس بندے کے ارد گرد کے لوگوں کو اس کے خلاف بھڑاتا رہتا ہے کہ دیکھو یہ شخص تمہارے بڑوں کو برا کہہ رہا ہے، ان کی توہین کر رہا ہے وغیرہ وغیرہ اور اس طرح تبلیغ کے لئے بے شمار تھکلیفیں مصیبتیں کھڑی کر دیتا ہے مگر ایک مبلغ کو ان مصائب سے گھبراتا نہیں چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اپنی کتاب میں اعلان ہے کہ **وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ** (اح ۴۰) اللہ اس کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کرتا ہے یعنی جو اللہ کے دین کو پھیلاتا کر لوگوں کو برے کاموں سے منع کرتا ہے اللہ ایسے شخص کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ اللہ عز و جل ایسے صالح، دائمی حق کی مدد کرے گا کیونکہ **وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ** (اح ۹۸) اللہ نے مومنوں کی مدد کرنا اپنے اوپر فرض کر لیا ہے۔۔۔ قرآن میں ہم کو ایسے دائمی حق مومنوں کی دو مثالیں ملتی ہیں۔ ایک مومن قوم فرعون کا مومن ہے جس کا ذکر سورہ مومن کی آیات ۲۸ سے ۴۸ میں آیا ہے کہ کس طرح اس مومن نے فرعون کے دربار میں حق بات کہی اور پھر اس اعلان حق کے جرم میں فرعون نے اس کے خلاف کتنی چالیں چلیں مگر فرعون حکومت و طاقت رکھنے کے باوجود اس مومن کا کچھ نہ بگاڑ سکا بلکہ خود ہی اپنی چالوں میں آکر ہلاک ہو گیا ہے اور اللہ اس مومن کا بال بیکا نہیں بھرتا تھا اور دوسری مثال سورہ النین کی آیات ۱۳ تا ۲۷ میں مذکور ہے کہ ایک بستی میں اللہ دو رسولوں کو بھیجتا ہے۔ پھر قیس سے ان کی مدد کرتا ہے مگر وہ بستی ایمان نہیں لاتی بلکہ ان رسولوں کے درپے آکر لو ہو جاتی ہے تو اس ناگ وقت میں پوری بستی میں سے ایک شخص اٹھتا ہے اور اپنے ایمان کا ملان کرتا ہے اور لوگوں کو رسولوں کے قتل سے منع کرتا ہے تو اس کی قوم اسے اس جرم

میں شہید کر دیتی ہے اور ہلاک اس مومن کو شہید ہوتے ہی فرماتا ہے کہ چاہے جنت میں داخل ہو جا۔ ان دونوں مثالوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بڑی سے بڑی طاقت بھی ایک مبلغ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکی۔ اگر بالفرض کوئی طاقت مبلغ پر غالب آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی جان کا نذرانہ قبول کرتا ہے۔ اس بندے کو شہادت کے مرتبے پر فائز کرتا ہے اور اس کو جنت جیسی لازوال نعمت عطا کرتا ہے مگر اس اہم فریضہ کو انجام دینے کے لئے مبلغ کو اپنی بھی اصلاح کرنا ہوگی۔ دوسروں کو نیکی کا حکم دینے سے پہلے خود اس نیکی کو اپنانا ہوگا۔ دوسروں کو کسی برائی سے منع کرنے سے پہلے خود اس برائی سے بچنا ہوگا یعنی دیگران کی نصیحت خود میاں نصیحت والی بات نہ ہو کیونکہ اگر مبلغ کے اعمال خود اپنے نہ ہوں گے تو دوسروں پر بھی اس کی بات اثر نہ کرے گی جیسا کہ جناب نعمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

يٰبَنِيَّ اَقْبِرِ الصَّلٰوةَ۔۔۔۔۔ **مِنْ عِزِّ الْمَوْتِ** (لقمان - ۱۷) اے بیٹا! صلوٰۃ قائم کرنا نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا اور اس کام میں جو مصیبت پڑے اس پر صبر کرنا۔ بیشک یہ بڑے لازم کے کاموں میں سے ہے۔ اب جب کوئی نیک اور صالح بندہ تبلیغ کے کام کو شروع کرتا ہے تو قدم قدم پر شیطان اس کے کام میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ کبھی اس کے خلاف لوگوں کو اکساتا ہے اور کبھی لوگوں کی زیادتی کے خلاف مبلغ کے دل میں ترک برتری جواب دینے کی بات ڈالتا ہے۔ دراصل شیطان کو سخت تشویش لاحق ہوتی ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ حق و باطل کی جنگ میں نیکی کا مقابلہ شرافت اور ہدی کا مقابلہ نیکی سے کیا جا رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ایک ہی مرتبہ کسی حق کے لئے ٹرنے والوں اور خصوصاً ان کے رہنما سے کوئی ایسی غلطی کروائے کہ ان کا نفس ٹوٹ ہو جائے اور وہ اللہ کے دین کے بجائے اپنی مداخلت پر آمادہ ہو جائیں۔

اسی بات کا ذکر سورہ عجم مجیدہ کی آیات ۳۴ تا ۳۷ میں ہے۔ **وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ** **وَمَا يُلْقِهَا** **اِلَّا الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَمَا يُلْقِهَا اِلَّا ذُوْ حِظٍّ عَظِيْمٌ** **وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نِزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ** ترجمہ :- نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو تو تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ تمہاری دوست بن گیا ہے۔ یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر ان کو جو صبر کرنے میں اور یہ مقام

حاصل نہیں ہوتا۔ مگر ان کو جو بڑے نصیبے والے ہیں اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔۔۔ یعنی یہ شخص ہے تو بڑا کارگر مگر اس کو استعمال کرنا کوئی نئی کھیل نہیں اس کے لئے بڑا دل گرہ چاہیے۔ اس کے لئے بڑا اعزم۔ بڑا حوصلہ بڑی قوت برداشت اور اپنے نفس پر بہت بڑا قابو درکار ہے۔ اسی بناء پر ارشاد ہوا کہ شیطان کے فریب سے بچنے کے لئے یہ دو اور عمدہ اور خیر خواہ بن کر تم کو استعمال دلائے گا کہ فلاں زیادتی تو بالکل برداشت کے قابل نہیں اور فلاں بات کا منہ توڑ جواب دیا جانا چاہیئے۔ اس عمل کے جواب میں تو بھڑکانا چاہیئے۔ در نہ تم کو بدول سمجھا جائے گا اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اس لئے ارشاد ہے کہ جب بھی تم اپنے دل میں کوئی نامناسب اکساہٹ محسوس کرو تو خیر وار بھیاؤ۔ کہ یہ شیطان کی اکساہٹ ہے جو عقد دلا کر تم سے کوئی غلطی کروانا چاہتا ہے اور خیر وار ہوجانے کے بعد اس زعم میں مبتلا نہ ہو جاؤ کہ میں اپنے مزاج پر بڑا قابو رکھتا ہوں۔ شیطان مجھ سے کوئی غلطی نہیں کر دے گا۔ یہ اپنی قوت فیصلہ قوت ارادی، زعم شیطان دوسرا اور زیادہ خطرناک فریب ہوگا۔ اس کے بجائے تم کو اللہ سے پست مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ وہی توفیق دے اور حفاظت کرے تو آدمی غلطیوں سے بچ سکتا ہے۔ مخالفوں کے طوفان میں اللہ کی پناہ مانگ لینے کے بعد جو چیز کوسن کے دل کو صبر و سکون اور اطمینان مہیا کرتی ہے۔ وہی بات ہے کہ اللہ بے خبر نہیں ہے جو کچھ ہم کر رہے ہیں اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ہمارے ساتھ کیا جا رہا ہے اس سے بھی وہ واقف ہے۔ ہماری اور ہمارے مخالفوں کی سب باتیں وہ سن رہا ہے اور دونوں کا عمل جیسا بھی ہے وہ دیکھ رہا ہے۔ اسی اعتماد پر بندہ کوسن اپنا اور دشمنوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر کے پوری طرح مطمئن ہو جاتا ہے۔ اس مقام کی بہترین تفسیر وہ واقعہ ہے جو ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبیؐ کی موجودگی میں جناب ابوبکر صدیقؓ کو بے تحاشا گالیاں دینے لگا۔ جناب ابوبکر صدیقؓ غلوٹی سے اس کی گالیاں سنتے رہے اور نبیؐ انہیں دیکھ کر سگراتے رہے۔ آخر کار جناب صدیقؓ کا بیہوش صبر کسرت ہو گیا۔ اور انہوں نے بھی جواب میں ایک سخت بات کہہ دی۔ ان کی زبان سے وہ بات نکلنے ہی پر رشہ یہ غصہ طاری ہو گیا۔ جو چہرہ مبارک پر نمایاں ہونے لگا۔ اور آپؐ تو اٹھ کر تشریف لے گئے۔ جناب ابوبکر صدیقؓ بھی اٹھ کر آپؐ کے پیچھے ہو لئے اور راستے میں عرض کیا یہ کیا ماجرا ہے۔ وہ لٹھے گالیاں دیتا رہا اور آپؐ خاموش مسکرتے رہے مگر جب میں نے اسے جواب دیا تو آپؐ ناراض ہو گئے۔ فرمایا جب تک

تم خاموش تھے ایک فرشتہ تمہارے ساتھ رہا اور تمہاری طرف سے اس کو جواب دیتا رہا مگر جب تم لوگ بڑے تو فرشتہ کی جگہ شیطان آگیا۔ میں شیطان کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ (مشکوٰۃ - باب حسن خلق)۔۔۔۔۔ یہ قسمی سے آج ہم ایسے دور میں سانس لے رہے ہیں کہ لوگوں کی اکثریت پر شیطان کا وار چل گیا ہے۔ آج لوگوں کے اللہ دھندہ لاشریک کے ساتھ ہنسیاں شریک قرار دے رکھے ہیں کہیں کوئی قبر مسجد و غلامی ہے کہیں کوئی آستانہ جس کی چوکھٹ پر چھین سائی کی چار دیواری ہے۔ کسی کو دستگیر کسی کو شعل کشا کسی کو نوٹ کسی کو داتا پکڑا چار دیواری ہے مگر وہ گھر جہاں پیشانیوں نے جھکا تھا غالی بڑے ہیں اور اس ذات کے ساتھ جو صحیح معنوں میں داتا۔ دستگیر شعل کشا اور حاجت روا ہے یوں شریک ٹھہرائے جا رہے ہیں اور پھر مگر عالم کو سب سے زیادہ نفرت اس بات سے ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے یا اس کو چھوڑ کر کسی اور کو حاجت روا اور شعل کشا مان لیا جائے۔ اس بات کو کہیں وہ ظلم منظم کا نام دیتا ہے۔ جیسے :-
 اِنَّ الشِّرْكَ اَكْظَمُ مَعْظِمُهُ (آقان ۱۳) مروجہ الہ دسہ شک شریک سب بڑا ظلم ہے۔ اور کہیں ملک شریک کو گالی سے تعبیر کرتا ہے جیسے بخاری کی روایت میں ہے (ابن آدم ششمی) کہ ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے۔

اور جو شریک کی لعنت سے بچنے میں وہ شیطان کے آخری حمل سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ان کو اس چیز کی پروا تو نہیں ہے کہ کوئی مالک کو گالی دیتا ہے وہ صرف اپنی دنیا میں گنہگار۔ ان کے نزدیک بس یہی کافی ہو گیا ہے کہ وہ شریک نہیں کہتے۔ اللہ کے دشمنوں سے انہوں نے تعلقات استوار کر رکھے ہیں۔ ان کی دوستیاں ان لوگوں سے ہیں جو اللہ کو گالیاں دیتے ہیں اور ان کے دل میں مالک کا ذرا بھر وقار نہیں ہے۔ کیا ان تک مالک کی یہ آیت نہیں پہنچی کہ مَا كَلِمَةٍ لَا تَرْجُوْنَ رَحْمَةً وَقَارًا (نوح - ۱۳) یعنی تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے لئے کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے۔ اگر تمہارے ماں باپ کو کوئی گالی دے تو تم اسے مارنے دوڑتے ہو۔ اس کے ساتھ قطع کلامی کر لیتے ہو مگر جو مالک کو گالی دیتے ہیں ان کے ساتھ دوستیاں چل رہی ہیں۔ ان کو اتنے سے نہیں روک سکتے تو کم از کم ان کو زبان سے تو اس فعل شنیع (شریک) کی ہلاکت کے متعلق آگاہ کر سکتے ہو۔ جب حال یہ ہو کہ ایک طرف مالک کے ساتھ اعلانیہ شریک ٹھہرنے چاہیئے اور دوسری طرف مالک کو اکیلا اور دھندہ لاشریک ماننے والے خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہیں تو ایسے میں مالک کا ثبات کا عقد اس اہمیت پر نہ بھڑکے اور یہ اس کے طالب کے کورسے کی

ان کے نام بتادیئے تو اللہ نے فرشتوں کو دیا وہ زیادہ دلیا کہ میں جہانوں اور زمین کی پرورش دیا تو ان کو جاننے والا ہوں اور ان چیزوں کو بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو یا اپنے دلوں میں چھپائے رکھتے ہو۔ اس نے تم کو چاہیے کہ ہر حال میں میرے حکم کے آگے سر جھکا دو۔

آدم کو یہ کہہ کر اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں۔ تو تمام فرشتوں نے اللہ کے حکم کے مطابق سجدہ کیا مگر ابلیس (شیطان) کے جس نے حکم نہ مانا۔ حکم کیا اور نافرمانوں میں شامل ہو گیا۔ قرآن کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ابلیس شیطان (فرشتوں کے ساتھ دیاں) موجود تھا۔ اس نے حق ہونے سے یاد دہودہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سجدہ کے اس حکم میں شامل تھا۔ اللہ کا یہ حکم دراصل فرشتوں کی آزمائش تھی جس میں وہ پلٹے اترے۔ جب شیطان اپنے کبر اور غرور کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔ اسی لئے اسے ابلیس کہا گیا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے آدم کو سجدہ کرنے سے روکا تو اس نے کہا۔ اے اللہ تعالیٰ! تو نے مجھے اس سے پیدا کیا ہے جب کہ آدم کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اس نے یہ اس سے بہتر بولی۔ میں اپنے سے کم تر مخلوق کو کیسے سجدہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ کو شیطان کا یہ غرور اور کبر بہت نہ آیا۔ اس لئے اس پر لعنت بھیجی اور دال سے نکل جانے کا حکم دیا اور کہا کہ تو ذلیل اور مردود ہے۔ تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ اس لئے اب قیامت تک تجھ پر میری لعنت برکتی رہے گی۔ اس پر شیطان نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک کے لئے ہمت مانگی جو اللہ نے اس کو دیدی۔ اس کے بعد شیطان نے کہا کہ اے اللہ! میں تو ملعون ہو رہا ہوں۔

تیری عزت کا قہر! اب میں تیرے بندوں کو تیری سیدھی راہ سے ہر طرف بھٹکنے کی کوشش کروں گا اور ہر طرف سے ان پر پتھر بار دیا کروں گا۔ اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے مخلوق پر سزا دینا میری چیز ہے۔ رہے وہ گمراہ جو میرے پیچھے پیس گئے تو میرا بھی مدد ہے کہ میں جہنم سے اور تیری پیروی کرنے والوں سے جہنم کو بھروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا جوڑا یعنی ان کی بیوی کو بھی اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے کہا کہ تم یہاں جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ پو۔ یہاں پر تم کو کھانے پینے لباس اور دھوپ سے بچنے کی ہر طرح سہولت ہوگی لیکن دیکھنا! اس طرف سے پاس نہ جانا۔ ورنہ تم ظالموں (نا فرمانوں) میں شامل ہو جاؤ گے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ نے ان کو شیطان سے بھی خبردار کیا کہ وہ تمہارا کھانا دشمن ہے۔

ہیں وہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا کر شکل میں نہ ڈالے۔

چنانچہ شروع میں تو دونوں نے اللہ کے حکم پر پوری طرح عمل کیا لیکن آخرت میں شیطان نے ان سے دوستی بڑھانا شروع کی۔ چھوٹی قسمیں کھا کر ان کو اپنے غلوں اور پھر دلی کا یقین دلایا اور ان کو بتایا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت کے قریب جانتے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تمہیں ہمیشہ کی زندگی حاصل نہ ہو جائے۔ تم فرشتے نہیں جاؤ گے۔ تم یہ کہ اس نے ان دونوں کو اس طرح اپنے حال میں چھنایا کہ وہ دونوں اس کے پہلو سے میں آ گئے۔ اور انہوں نے اس درخت میں سے کچھ کھا لیا جس کے قریب جانتے سے اللہ نے ان کو منع کیا تھا اور اس کو کھاتے ہی وہ دونوں جنت کے لباس سے محروم ہو گئے تب اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کو تانے کے نتیجے میں آگاہ کیا اور بتایا کہ اب تم یہاں نہیں رہ سکتے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے ہو۔ تم دونوں (مبارکی اولاد) اور شیطان اب تمہارا ٹھکانا نہیں ہے جہاں تمہارے لئے ایک مقررہ وقت تک رہنے کا انتظام کیا گیا ہے اور تم وہاں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو استعمال کرو گے اور ان کو یاد دہانیا کیا وجود اس کے حکم کو اس درخت کے قریب جانے سے منع کیا گیا اور یہ بھی بتا دیا کہ شیطان تمہارا ٹھکانہ دشمن ہے۔ تم شیطان کے بہلانے میں آ گئے۔

اب آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو اپنی فرشتوں کا احساس ہوا اور وہ اپنی اس بھولی پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کے طرف متوجہ ہوا۔ اور آدم علیہ السلام کو کچھ کلمات یعنی توبہ کا دعا سکھائی جس کا ترجمہ صرف الاطراف میں آیا ہے۔ اس دعا کے الفاظ یہ تھے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا انْفُسَا وَاِنْ لَّحَرْنَا فَعِزُّوْا لَنَا وَتَرَحُّمْنَا لَسْكُوْمُنَا مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (اے رب ہمارے! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو ہم کو نہیں بخشنے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں ہونگے) دونوں میاں بیوی نے اپنی الفاظ میں گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔ چنانچہ اللہ اپنی رحمت کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوا۔ ان کی توبہ قبول کی۔

ان کے اس طرز عمل کو پسند کیا اور ہدایت سے تواتر اور حکم دیا کہ اب تم یہاں سے نکل کر زمین میں جاؤ۔ یہاں ایک مقررہ مدت تک تمہارے رہنے کے لئے سامان کر دیا گیا ہے۔ تمہیں اس میں زندہ رہنا ہے۔ وہیں تم کو عزت آئے گی اور وہیں سے قیامت کے روز تمہیں زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور بتایا کہ زمین پر جب کبھی میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو اس کی پیروی کرے گا اس کے لئے

قیامت تک ان کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔ اور جو ہماری بات (آیات) کو جھٹلاتے گا اس کو ہمیشہ کے لئے آگ میں ڈالا جائے گا۔ اس طرح ان کو زمین پر بھیج دیا جائیگا جہاں اس جوڑے سے مزید فضل انسانی کا سلسلہ چلا۔

ورد الاطراف میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدم علیہ السلام کی اولاد (انسان) کو دی جانے والی مزید ہدایات کا ذکر آیا ہے کہ اے آدم! تمہارا حق دھاپنے اور تمہارے بدن کی تربیت کے لئے ہم نے لباس کا انتظام کیا ہے۔ تمہارے لئے کھانے پینے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ تم ان کو کھاؤ پیو لیکن فضول استعمال نہ کرو، تقویٰ اختیار کرو۔ یعنی اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس کی نافرمانی سے بچتے رہو اور دیکھنا! کہیں شیطان تم کو بہکا کر صراطِ مستقیم سے ہٹا نہ دے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ (آدم اور حوا) کو بہکا کر حث سے نکلوا دیا تھا۔ اس سے ہوشیار رہنا۔ شیطان اور اس کے ساتھی تم کو گمراہ کرنے کے لئے ایسی جگہوں سے تم پر وار کرتے ہیں جہاں تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نے شیطانوں کو ایسے لوگوں کا دوست بنا دیا ہے۔ جو ایمان نہیں رکھتے اور اے نبی آدم! جب تمہارے پاس تم میں سے ہمارے رسول آئیں جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائیں تو اس کے بعد جو تقویٰ اختیار کرے گا اور اپنی اصلاح کرے گا اس کے لئے کوئی خوف اور غم نہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد یعنی سارے انسانوں کے لئے زمین میں زندگی گزارنے کے لئے جہاں دوسری ضروریات کا انتظام کیا وہاں ان کی ہدایت کے لئے انہی میں سے اپنے رسول بھیجے گا بھی انتظام فرمایا تاکہ وہ اللہ کی بندگی کی آزمائش میں پورے اتر سکیں اور انجام کار اپنے مالک کی لادوال جنتوں میں پہنچ کر جہنم کی آگ سے بچ سکیں۔

خلاصہ

ہاں سے بچو! قرآن مجید میں بیان کئے گئے اس واقعہ سے مندرجہ ذیل اسدلی باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں جن پر ہمیں غور و فکر کرنا چاہیے ان کے علاوہ اس واقعہ سے متعلق کچھ باتوں کی وضاحت بھی پیش کی جاتی ہے جن کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام اور ارادے میں اس کی کوئی نہ کوئی مصلحت یا مصلحت ہوتی ہے اور اس کی مصلحتوں کو سمجھنا نہ تو فرشتوں جیسی مقرب مخلوق کے لئے ممکن ہے اور نہ جنوں اور انسانوں کے بس کی بات ہے چاہے

انسانوں میں وہ اللہ کے رسول بھی کیوں نہ ہوں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں ہر ایک کا علم ناقص اور محدود

ہے۔ نسیب کی باتوں کو جاننے والی صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے۔ اللہ

کے علاوہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے علاوہ ہر ایک کا علم یا ہے وہ فرشتے ہوں، جن ہوں، امام انسان ہوں یا اللہ کے نفع اور نیک بندے ہوں۔ ذاتی نہیں بلکہ اللہ کا دیا ہوا ہے

۳۔ خلیفہ کے معنی جانشین یا بعد میں آنے والے کے ہوتے ہیں جو بعد میں اہل کرسی کی جگہ لے۔ اقتدار یا انصاف والے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ قرآن میں اس واقعہ کے حوالے سے استعمال ہوتے والے لفظ خلیفہ کا ترجمہ اور تفسیر کرنے میں بعض لوگوں کو مغالطہ ہوا ہے۔ انھوں نے اس سے خلیفۃ اللہ فی الارض

یعنی زمین پر اللہ کا نائب سمجھ لیا ہے۔ جو صحیح نہیں۔ کیونکہ قرآن میں کہیں بھی خلیفۃ اللہ کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جتنی اچھی اچھی باتیں ہیں ان کو کائنات کا نظام چلانے میں کسی قسم کی تھکاوٹ یا کمزوری لاحق نہیں ہوتی۔ اور نہ اس پر موت ہی ہے کہ اسے کسی نائب یا جانشین کی ضرورت ہو۔ جب کہ اس کے برعکس اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ "بیشک ہم نے انسان کو مڑی ہوئی نیکی کے سونے کے ٹکڑے سے پیدا کیا۔ اور اس سے پہلے ہم نے جنوں کو آگ کی لپٹوں سے پیدا کیا۔"

(الحجہ آیات ۳۶-۳۷)
گویا انسان کو اللہ نے جنوں کے بعد آنے والی جانشین مخلوق کی حیثیت سے پیدا فرمایا ہے۔ علاوہ ان میں قرآن کے مطابق خلیفہ سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیج کر اپنی بندگی کے لئے ایمان اور عمل کی آزمائش میں ڈالا ہے یعنی اس کے سامنے نیکی و بدی کو واضح کر کے اس بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی پابندی کر کے نیکی کا طالب بننا چاہے یا شیطان کی بیرونی میں تافزانی کا دوست بننا چاہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس کے لئے یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ وہاں اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر ضروریات زندگی کو پورا کر سکے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ ان کے ضرور اور ضرورت اور ضرورت کے مقابلے میں طوری و انکساری اور توبہ کو پسند فرماتا ہے۔ شیطان نے اللہ کے حکم کے مقابلے میں تکبر و غرور کیا۔ تافزانی کی پھر اپنی غلطی پر مشرکہ ہوئے کے بجائے بعضہ رہا تو مردود ٹھہرا۔ جب کہ آدم علیہ السلام سے چھل ہوئی تو وہ پشیمان ہوئے اور اللہ کی طرف رجوع کیا تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمایا اور اپنی رحمت سے توبہ کو سزا دے دیا۔

۵۔ بھگو! اوپر بیان کئے گئے واقعات میں آدم علیہ السلام کی توبہ اور توبہ کی دعا کے ان کلمات کا ذکر آپ کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھائے تھے۔ قرآن کی تعبیر کھنے والے سب لوگوں نے اس سے اتفاق کیا ہے کہ یہی وہ دعا ہے جس کے ذریعے آدم علیہ السلام نے اللہ سے توبہ کی تھی۔ لیکن ایک طرف قرآن اس دعا کے الفاظ نقل کرتا ہے تو دوسری طرف دوسرے کے شرک کو رد اچ دینے کے لئے جھوٹی روایات کا سہارا لے کر قرآن کے الفاظ کی تردید پر رہا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے گناہ سرزد ہو گیا تو انہوں نے آسمان کی طرف سراٹھا کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے مغفرت کی دعا مانگی۔ اللہ نے دریافت کیا کہ یہ تمہارے کون ہیں۔ آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے سراٹھا کر کوشش نہ کی تھی اور وہاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول اللہ لکھا ہوا لیا۔ تو میں سمجھ گیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے اس سے زیادہ عظمت والا کوئی

نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ آدم! تم نے حق کہا۔ وہی آدمی اور وہ تبار کی ہی اولاد سے ہوں گے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے مالا اللہ قرآن میں اللہ اس کے برگزین فرماتا ہے کہ میں نے جنوں و رانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جن میں آدم علیہ السلام سے کم نہ ہوگی نئی حمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں۔ اس طرح قرآن کی واضح روایت کی تردید حدیث کے نام سے تھی اور گھڑی بولی روایات کے ذریعے ہو رہی ہے اور یہ کام کوئی اور نہیں جاسکتا کہ کوئی اور پیر انجام دے رہے ہیں اور اس سے اپنے پیٹ کا حصہ اچلا رہے ہیں۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ ہم خود بھی ان گمراہ کن باتوں سے ہمیں اور اپنے ماں باپ بہن بھائیوں پرست داروں۔ پڑوسیوں اور دیگر لوگوں کو بھی ان سے بچا کر دیں تاکہ ان کی بھی اصلاح ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ، عین قرآن و حدیث کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ تبلیغ دین کی اہمیت

مستحق نہ ٹھہرے تو اور کیا ہو؟ ... آج بھی سورۃ العصر یہ اعلان کر رہی ہے کہ یہ تنگ انسان بڑے خسارے میں ہے مگر ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

آخر میں ہمارا پیکار یہ ہے

کہ کوئی کوئی ہے جو شرک مٹانے اور توحید خالص کو پھیلانے کے لئے ہمارا ساتھ دے یہ تیار ہو اور کہاں ہیں وہ لوگ جو صحابہ کرامؓ کے نقوش قدم کی راہنمائی میں باطل کو مٹا کر حق کے قیام کے لئے ہمارے ہم سفر بنیں؟ آئیے آگے بڑھیں اور امت کو موجودہ رکاوٹیں کی بدنامی سے باخبر کھیں۔ کیا جب کہ اللہ رحم فرمائے اور آج کے بھٹکے ہوؤں کو ایمان خالص سے سرفراز فرما کر رنگ جہاں بدل ڈالے۔

حبل اللہ ایک جملہ نہیں بلکہ موجودہ دور میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کے خلاف ایک جہاد ہے۔ لیکن اس کی باقاعدہ اشاعت کے سلسلے میں وسائل کی قلت کے علاوہ ساتھیوں کے قلبی تعاون کی کمی بھی ایک مسئلہ ہے۔ اس لئے وسائل کی فراہمی کے علاوہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ساتھی کچھ تعلیمی کاوشیں بھی فرمائیں اور حبل اللہ کے لئے مضامین وغیرہ لکھ کر ارسال کریں۔ ان مضامین کو بھیجنے سے پہلے اس بات کا خیال رکھیں کہ تحریر صاف ستھری اور کشادہ ہو اور اس میں ضروری حوالہ بات مکمل طور پر درج ہوں۔ ہم اپنے ساتھیوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے اس اپیل پر خصوصی ترجیح دیں گے اور اپنی علمی اور فکری صلاحیتوں کو اللہ کی راہ میں لگاتے ہوئے حبل اللہ سے ہر طرح کا تعاون کریں (ادارہ)

روزانہ قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ ترجمے

کے ساتھ ضرور پڑھیے *

سُنُّ تَوَسُّعِي

حبل اللہ کے ساتویں شمارے میں بزمِ خود توحید و سنت کی تبلیغ کا دعویٰ کرنے والی کفر و شرک کے عقائد میں ملوث اور طاغوت کی بھاری جماعتوں اور اوج ٹمٹم کے آئینہ ثلاثہ کی مبارات پیش کی گئی تھیں کہ شاید کوئی معصوم انسان ان کے قریب سے بچ کر مراعاتِ مستقیم کی طرف پلٹ آئے۔ اب ان میں سے ایک جماعت، جماعت المسلمین کے ترجمان رسالے کے دوسرے شمارے میں اپنے آئینہ کے دفاع میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اور یہ کتنی رستم قرین کی بات ہے کہ صرف ہی خود سامنے ذہنی مفروضے کی بنا پر عثمانی صاحب اور انکے حاشیہ برداروں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کو کافر ٹھہرایا ہے اور اس شدت کے ساتھ اس بات کا پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے گویا اگر ایسا نہ کیا گیا تو خود خفاک میں دھل جائے گا۔ شمارہ نمبر ۲، المسلم ص ۳۷، اکتوبر ۱۹۸۶ء

اس سے زیادہ کتنا حق اور اکابر پرستی کی مثال اور کیا ہوگی کہ ان کے آئینہ کی قرآن و حدیث کے خلاف کھٹی گئی تحریروں کو پیش کر کے باقاعدہ حوالہ اور ثبوت کے ساتھ ان کا ابطال کیا جائے تو بجائے اس کے کہ حقیقت حال کا اعتراف اور عقیدے کی صفائی ہو۔ اپنے ان ”آرہائے بن دون اللہ“ کی اندھی عقیدت میں اسی رواجی فحش خیر انداز کا اعادہ کیا جائے اور سچی خیر خواہی کی خود ساختہ ذہنی مفروضہ ”قرار دیا جائے جو قرآن و حدیث کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

حبل اللہ کے ساتویں شمارے میں ہم نے ابن تیمیہ کی کچھ عبارات پیش کرنے کے بعد وضاحت کر دی تھی کہ ان پر مزید تفصیلی بحث آئندہ اشاعت میں کی جائے گی لیکن اب ان پر بحث کرنے اور ان کی کفر و شرک سے بے نیاز عبارات پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تنقید کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جماعت المسلمین اور ان کے آئینہ کی عبارات کا ایک تقابلی جائزہ پیش کر دیا جائے تاکہ ان کا قریب پوری طرح واضح ہو جائے۔ اس کے لئے ہم جماعت المسلمین کی ہی شائع کردہ کتب و رسائل کی روشنی میں ان کے اصلی خود و حال پیش کر سینگے تاکہ دنیا کے سامنے ان کی رچھ تصویر آجائے۔ اور بھولے بھالے معصوم لوگ اپنے لئے صحیح راستے کا انتخاب کر سکیں۔ اس موقع پر غیر مناسب نہ ہوگا اگر ایک اہل حدیث عالم شاہ محمد ربانی کی عبارت بھی پیش کر دی جائے تاکہ طعنیت کی ملیر دار جماعتوں، اروج ٹمٹم (حزب اللہ) حدیث یو تھ فورس اور جماعت المسلمین کے گمراہ کن اور کھوکھلے نعروں کی حقیقت واضح ہو جائے کہ شیعوں کے آئینہ کے طرح ان کے ”آئینہ ثلاثہ“ بھی معصوم ہیں۔

شاہ محمد ربانی کی تحریر اس بات کا ثبوت ہے کہ حق و صداقت کی آواز جبرِ خاص، مالک الملک اور زندہ جاوید رب کائنات کی عظمت کیلئے بلند کی گئی ہے وہ اپنا اثر ضرور دکھائے گی۔ حبل اللہ کی تیسری اور ساتویں اشاعت میں ہم نے اروج ثلاثہ کے ”آئینہ معصومین“ (ابن تیمیہ، ابن قیم) پر اہل حدیث عالم عبدالرحمن کیلانی کی تنقیدی تحریر پیش کی تھی۔ اب ملاحظہ ہو شاہ محمد ربانی کی تحریر۔

علماء کرام کے لیے خوش خبری

مندرجہ ذیل سوالات کے مکمل یا حوالہ جابات دے کر یا کچھ کتب مفت حاصل کریں۔
۱۔ مسلم ڈسک (۲) حقیقتِ توحید (۳) مناظرہ توحید (۴) دعوات المؤمنین
۵۔ دعویٰ توحید قریش و جہت کا مقام: پندرہ مارچ ۱۹۸۶ء تک جوابات ارسال فرمائیں
سوال: مشہور امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم جنہوں نے بڑی خدمت کی

ہے۔ ان کی تحقیق کے مطابق مڑوسے قبر میں سستے بھی ہیں اور قبر پر آئے دلوں کو بچاتے بھی ہیں۔ اس کی دلیل قرآن وحدیث سے پیش کریں۔ اور یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک تو نہیں؟

ج۔ اسکی طرح یہ اندھکاشہ یعنی تینوں امام تعویذ بجا کر تعویذ عشر ولادت تعویذ گمبھ کی بھی تعلیم دیتے تھے۔ یہی قرآنی تعویذ کے لٹکانے، ہاتھ جھٹکے کا عمل تھے۔

آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل دے کر جماعت اہلحدیث پر احسان فرمائیں۔

سوال۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی حکیم الامت اور مولوی محمد ابراہیم قمر حیات کھنوی اور حافظ محمد صاحب لکھنوی نے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق لکھا ہے کہ میں گھر میں جنت شہیادیں تنگ کرتے ہوں پتھر پھینکتے ہوں۔ اسکا مصحاب کہتے ہیں کہ ان کے کتے کا نام لکھ کر اپنے پاس رکھیں۔ کیا یہ کتے والا تعویذ، کتے کے نام کا تو مثل استمداد غیر اللہ تو نہیں کہ میں یہ شرک تو نہیں اگر ہے تو پھر ان بزرگوں کے متعلق کیا فتوے دوں گے۔ اللہ کا واسطہ ہے کہ گندار شمس کرتا ہوں جلدی نہ کرنا بکر محتاط ہو کر فتویٰ دینا۔

سوال۔ پانی میں قرآنی آیات پٹھ کر پھیر کر مار کر دلوں کو پلانا۔ دیوبندی، بریلوی اور علماء اہلحدیث بھی کاکیشرت عمل ہے کیا یہ سنت ہے حوالہ دیں۔

سوال۔ دنیا کے عظیم شکر انسان مودودی صاحب سوال کا جواب دیتے ہوئے رسائل میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر کوئی اہل اللہ صاحب قبور کو پکارتا ہے تو عقائد میں خرابی تو نہ رہے۔ آئے گی۔ البتہ انہ صبر میں تیر چلائے۔ کیونکہ جس کو تم پکار رہے ہو ہو سکتا ہے اس کا مدد دیاں موجود نہ ہو (قبر میں) البتہ بھی ہو سکتا ہے مدد تو موجود ہو (قبر میں) ایکس ذکر الہی میں مشمول ہو۔ آپ سوچ کر جواب دیں۔ کیا ایسا عقیدہ رکھنا واقعی قرآن وحدیث کے مطابق ہے یا یہ فتوے شرک کا راستہ دکھاتا ہے۔

سوال۔ پروفیسر غازی احمد نے لکھا ہے جب وہ اپنی اگلا فرما مان کے پیٹ میں تھے تو ایک بزرگ صاحب نظر نے فرمایا کہ اس عورت کے پیٹ میں بچہ ہے اور وہ کل شہادت پر ٹھہرا ہے پھر وہ تقریباً ۱۰ سال ہندو سے مسلمان بن گئے۔ اسی طرح مودودی صاحب نے فرمایا میری پیدائش سے تین سال قبل ایک بزرگ نے والد صاحب سے فرمایا۔ تمباکو روکا جاوے گا۔ اس کا نام ابو الامی رکھنا۔ چنانچہ پھر میں پیدا ہوا تو میرا نام ابو الامی رکھا گیا۔ اسی طرح تھانوی صاحب نے لکھا ہے ایک مجنوب نے میری والدہ کو فرمایا کہ اب تمباکو روکا جاوے گا۔ اس کو علی کے پیٹ کو کر دینا۔ پھر میں پیدا ہوا تو میرا نام اشرف علی رکھا گیا۔ اب جو میں گھڑی گھڑی باتیں کرتا ہوں تو یہاں سے مجنوب صاحب کا اثر ہے۔ آپ فرمائیں کیا ایسی کڑستیں مان لینا عقیدہ کی خرابی تو نہیں بلکل، مدلل جوابات ارسال فرما کر مذکورہ کتب مفت حاصل کریں۔

پتہ :- قاری دوست محمد علوان مدرسہ دارالسلام کلیال قادی شون

صنیع خوشناب (ڈاکٹر) عبارت ڈائری السلام ۱۹۸۷ء از شاہ محمد ربانی

اب جماعت المسلمین اور ان کے آئمہ کی عبادات کا ایک جائزہ ملاحظہ ہو کہ انہوں نے پہلے کس طرح پورے قرآن مجید اور صحیح احادیث کے معنی اور مفہوم کو بدل کر اپنے آئمہ کی پیروی میں کفر و شرک کو ایمان اور توحید بنا لیا۔ پھر اس کے بعد قرآن مجید و احادیث صحیحہ کا مخالفت برائے مخالفت کے جنون میں استہزاء کر رہے ہیں اور معصوم لوگوں کے لئے کس طرح یہ مردہ پرست جنونی فتنہ کا باعث بن گئے ہیں۔ اس کی بدترین مثال دیکھئے اور ساتھ ہی اس کا جواب جو ان کے امام ابن تیمیہ کی عبادت سے سامنے آتا ہے۔

جماعت المسلمین کے ترجمان رسالے ”المسلم“ کی اشاعت نمبر ۳۳ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ کے صفحہ ۳ پر فہرست کتب میں ان کی کتاب ”تلاش حق“ کے بارے میں لکھا ہے۔

”میار حق کے بارے میں ایک رہنما تصنیف اسی اشاعت نمبر ۳۳ کے صفحہ ۳ پر کتاب ”تلاش حق“ کے بارے میں مضمون نگار لکھتے ہیں۔

کچھ دنوں بعد مجھے قاضی حق نامی کتاب ملی جو صحیح مضمون میں بیکارگوئی و واقعی یا ایسی ”رہنما“ کتاب ہے کہ کاش اگر پہلے میں جانتا تو شاید آنا پسند پیش نہ ہوتا میرے خیال میں نا ممکن ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد کوئی باضمیر سٹو وٹری کہے (ذکر: رسالہ المسلم، شماره قیدہ ۲ صفحہ ۲۷)

گویا جماعت المسلمین کی شائع کردہ یہ کتاب ایک رہنما بنی کرنے والی کتاب ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں کیا رہنمائی کی گئی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۲ پر ابن تیمیہ اور ابن قیمؒ کے بارے میں لکھا ہے۔
”وہ سخت قسم کے غیر مقلد تھے۔ وہ علم دین کے بہت بلند مینار تھے۔“

اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کے ساتھ جو بدترین مذاق جماعت المسلمین نے کیا ہے اس کی مثال ملاحظہ ہو۔ معلوم ہو گا کہ جب انسان کے عقائد میں کفر و شرک کی ملاوٹ ہو جائے اور وہ اس کو ایمان سمجھنے لگے تو پھر اس باطل نظریے کی حمایت میں وہ اللہ کی کتاب میں بھی تحریف کر گزرتا ہے۔ اب دیکھئے تحریف قرآن کا یہ شاندار کارنامہ جو جماعت المسلمین نے سرانجام دیا ہے اور اس کا جواب اور رد بھی انہی کے امام ابن تیمیہ کی تحریر ہے۔
جماعت المسلمین کے ترجمان ”المسلم“ شماره نمبر ۳۳ (اکتوبر ۱۹۸۶ء) کی عبارت۔

اب قارئین کرام عثمانی مصاحب کی ایک اور علمی غلطی کی بدترین مثال ملاحظہ فرمائیے۔
موصوف فرماتے ہیں کہ

فرعون اور فرعونوں کو صبح شام آگ پر پیش کیا جاتا رہا ہے اور قیامت تک پیش کیا جاتا رہے گا اور قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اب فرعون اور اس کے پیروں کو شدید عذاب میں داخل کر دو۔ (انصاب قبر صفحہ ۱۲)
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ أَنَّهُمْ عَلَيْهَا شِدَادٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ
أَذْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ (المؤمن ۴۷)
دورخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہو گا کہ آگ پر فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کر دو۔

قارئین کرام سورۃ المؤمنین کی آیت کا متن آپ کے سامنے ہے اس میں فرعون کا لفظ موجود نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں ایسی کوئی آیت نہیں جس میں آل فرعون کے ساتھ فرعون کا لفظ موجود ہو۔ نہ معلوم لفظ فرعون کا اعتناء موصوف نے کس لئے کیا ہے۔
اس اعتراض کا جواب جماعت المسلمین کی خدمت میں ان کے امام ابن تیمیہ کی عبارت ہے۔

وهذا نص في أن فرعون بعد فرقة ملعون ، وهو في الآخرة مقبح
غير منصور ، وهذا إخبار عن غاية العذاب ، وهو موافق للوضع السابق
في سورة المؤمن وهو قوله : (واصل آل فرعون سوء العذاب) النار

یمرضون علیہا قذوفاً وحشاً و یوم تقوم الساعة أدخلوا آل فرعون أشد العذاب) وعلیٰ اشیاء عن فرعون وقومه : کہ آتے ہیں سوہ العذاب فی البرزخ ، و انہم فی القیامۃ بدخلون أشد العذاب ، و هذه الآية إحدى ما استدل به العلماء علی عذاب البرزخ .

و انما دخلت الشیبة علی هؤلاء الجبال : لیسما سمرآ آل فرعون ، فظنوا أن فرعون خارج منهم ، وعلیٰ تحریف لکلم من موافقہ ، علی فرعون داخل فی آل فرعون بلا نزاع بین أهل العلم بالقرآن ، و لفظہ : یقین ، ذلک یوجہ :۔

(أحداً) أن لوط آل فلان فی الكتاب و الیہ بدخل علیہا ذلک الشخص ، مثل قوله فی الملائكة الذین خسروا ابراهیم : (إنا أرسلنا آل قوم بصریہ - الا آل لوط اننا نجعلهم اجمین - الا اسراہ) ثم قال : (فلما جاء آل لوط المرسلون قال یہی لوطاً : انکم قوم شاکرون) و کذلک قوله : (إنا أرسلنا علیہم ساجداً الا آل لوط نجعلہم بسحر) ثم قال بد ذلک : (و لقد جاء آل فرعون النذر - کثیراً و آیاتنا کلها فاعذناهم أخذ عن مفسرہ)۔

داخل فی آل فرعون للکذبین الماخوفین ، و منہ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم : (قولوا اللهم صل علی محمد ، و علی آل محمد ، کما صلیت علی آل ابراهیم)

— ۲۸۱ —

و کذلک قوله : (کما بلرک) علی آل ابراهیم ، بلر ابریم داخل فی ذلک ، و کذلک قوله الحسن : (ان الصلوة لایحل لک علی محمد)۔

وفی الصحیح عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال : کان القوم یثأروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصدقة یصل علیہم ، فثأب ابی صدقة فقال : (اللهم صل علی آل ابی اوفی ، و ابی اوفی هو صاحب الصدقة)۔

و نظیر هذا الإسم أهل البیت ، فإن الرجل یدخل فی أهل بیتہ ، و یقول للملائكة : (رحمۃ اللہ و رحمۃ علیکم علیکم أهل البیت) و قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم : (سلان منا أهل البیت) و قوله تعالى : (انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس أهل البیت) و ذلک لأن آل الرجل من یرول إلیہ ، و نفسه من یرول إلیہ ، و أهل بیتہ من یأمله ، و هو من یأمل أهل بیتہ ،

فقد بین أن الآية اتی ظہراً لئلا یحکم : من حجة علیہم ، فی تعذیب فرعون مع سائر آل فرعون فی البرزخ ، و فی يوم القیامۃ ، و بین ذلک : أن العذاب فی القیامۃ کلہا إخبار عن فرعون وقومہ .

و معلوم أن لوطاً داخل فی آل لوط فی هذه الموضع ، و کذلک فرعون :

شر جملاً : یہ شخص ہے اس چیز کے اوپر کہ فرعون فرق کرنے کے بعد ملعون ہے اور آخرت میں ذلیل و رسوا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ انتہائی عذاب کے پائے میں غیر میں ہیں اور یہ سورۃ المؤمن میں جو دوسری جگہ آیا ہے اس کے موافق ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ۔

” اور آل فرعون خود بدترین عذاب کے پھیریں آگئے۔ جہنم کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کر دو“ (سورۃ المؤمن آیات ۴۵ ، ۴۶)

اور یہ اطلاع دیتی ہے فرعون اور اس کی قوم کے پائے میں کہ وہ ان کے ساتھ مبتلا ہو گیا بدترین عذاب میں بزرخ میں اور یہ کہ قیامت کے روز وہ شدید عذاب میں داخل ہوں گے۔ یہ آیت ان میں سے ایک ہے جو عذاب برزخ پر استدلال کرتی ہے۔

اب ان جابلوں کو اس سے یہ شدید ہوا ہے کہ جب انہوں نے آل فرعون کے پائے میں سنا تو یہ گمان کیا کہ فرعون ان میں سے غارتج ہے اور یہ کلام کی تحریف ہے اس کے مقام سے۔ بلکہ فرعون آل فرعون میں داخل ہے اور اس مسئلے میں قرآن کا علم دیکھنے والوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لغت کے لحاظ سے اس کی تعین یہ ہے۔

(ان میں سے ایک یہ ہے کہ آل فلان کا لفظ کتاب اور سنت میں اس شخص کو داخل کرتے جیسے ملائکہ کے اس قول کے مثل جو ابراہیمؑ کے یہاں تھے۔

” ہم ایک عزم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں صرف لوط کے گھر والے مستثنیٰ ہیں۔ ان سب کو ہم بجا لیں گے سوائے اس کی یہودی کے“

(سورۃ الحجر آیات ۵۸ ، ۵۹)

پھر فرمایا (اللہ جل جلالہ تعالیٰ تعالیٰ)

” جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے آل لوط کے پاس تو انہوں نے کہا ”یعنی لوط نے“ تم لوگ اجنبی معلوم ہوتے ہو“

(سورۃ الحجر آیات ۶۱ - ۶۲)

اور اسی طرح اللہ تبارک تعالیٰ کا یہ قول

”ہم نے پھر ادا کرنے والی ہوا ان پر بھی سوائے لوہا کے گھردالوں کے۔ ہم نے ان کو نجات سے دی۔“ (سورہ القمر آیت ۴۴)

پھر اس کے بعد فرمایا

”پھر بیشک آئے فرعونوں پر ڈرانے والے انہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو۔ ہم نے پھڑپھڑانے والے کو ایک ذرہ دست قدرت والے کی طرح سے۔“ (سورہ القمر آیات ۴۱-۴۲)

اور معلوم ہے کہ لوہا داخل ہیں آل لوہا میں ان مقامات پر اور اسی طرح فرعون داخل ہے آل فرعون میں۔ تب تھلانے والوں میں اور پکڑے جانے والوں میں اور اسی میں سے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول

”کہو! اے اللہ تبارک تعالیٰ رحمت نازل فرما محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر جیسے تو نے نازل فرمائی آل ابراہیمؑ پر۔ اور اسی طرح ان کا یہ قول: ”جیسے برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیمؑ کی آل پر“ میں ابراہیمؑ داخل ہیں اس کے اندر اور اسی طرح آپؐ کا یہ قول حسن بن علیؑ لے ”بیشک صدقہ حلال نہیں ہے محمدؐ کی آل پر“

اور اسی طرح صحیح میں عبد اللہ بن اوفیؓ سے روایت ہے کہ قوم جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ لے کر آتی تو نبیؐ ان کے لئے رحمت کی دعا کرتے تھے۔ میرے والد بھی صدقہ لے کر آئے تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ آل ابداؤفیؓ پر رحمت نازل فرما اور ابو اوفیؓ خود صاحب صدقہ ہے۔“

اور اس قسم کی نظیر اہل بیعت میں ہے کہ ایک شخص اپنے اہل بیعت کے اندر شامل ہے جیسا کہ ملائکہ کا قول: ”اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت اے اہل بیعت تم پر“

اور نبیؐ — صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ”سلمانؓ ہمارے اہل بیعت میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا۔“

”اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیعت سے گندگ کو دور کر دے۔“ (سورہ الاحزاب آیت ۳۳)

یہ اس لئے کہ کسی شخص کا خاندان اس کی سربراہی میں ہو رہا ہے اور وہ خود بھی اس میں شامل ہے اور اس کے اہل بیعت وہ ہیں جو اس کے گھر والے ہیں اور وہ ان گھردالوں میں شامل ہے۔

اب ان تمام دلائل سے ظاہر ہو گیا کہ یہ آیت جس کے بارے میں انہوں نے گمان کیا کہ وہ ان کے لئے تحت ہے۔ وہ ان کے خلاف تحت ہے فرعون کے مذاب میں مبتلا ہونے کے بارے میں تمام فرعونوں کے ساتھ برخ میں اور قیامت کے دن۔ اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اس قصے میں خطاب فرعون اور اس کی قوم سے ہے۔

(ترجمہ: عبارت ابن تیمیہ ص ۲۸ تا ص ۲۸۲ فتاویٰ حلیہ ثانی)

اب ابن تیمیہ کی مندرجہ بالا عبارت کے متعلق جماعت المسلمین اور ان کے ترجمان ”المسلم“ کے مضمون نگار کیا فتویٰ دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ”امام ابن تیمیہ“ نے تو اس بحث میں سارے دلائل ہی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے دیئے ہیں کہ ”فرعون“ لفظ آل فرعون میں شامل ہے۔

اور ان کا فتویٰ ان لوگوں کے متعلق جو سمجھتے ہیں کہ ”فرعون“ لفظ ”آل فرعون“ میں شامل نہیں ہے کہ:۔

”ان جاہلوں نے لفظ ”آل فرعون“ سے جو یہ گمان کیا ہے کہ ”فرعون“ ”آل فرعون“ میں شامل نہیں ہے تو یہ کلام کی تحریف ہے اس کے مقام سے۔ بلکہ ”فرعون“ ”آل فرعون“ میں داخل ہے۔

ہم نے جماعت المسلمین کی خدمت میں ان کے ”امام ابن تیمیہ“ کی تحریک پیش کر دی ہے کیونکہ معیار حق کے بارے میں ان کی ”دہنہا تصنیف“ (تلاش حق) کے ص ۱۴ پر یہ رہنمائی کی گئی ہے کہ

”وہ علم دین کے بہت بلند مینار تھے!“

علاوہ ازیں معیار حق کے بارے میں جماعت المسلمین کی ”دہنہا کتاب“ (تلاش حق) کے ص ۱۹ پر یہ بتایا گیا ہے کہ:۔

* اس وقت سب سے اچھی تفسیر نواب صدیق حسن خان کی تفسیر ہے۔ یا پھر ”تفسیر احسن التفسیر“ گویا ایک عام شخص کی رہنمائی کئے لئے ان کے نزدیک اس وقت یہ دو اچھی تفسیریں ہیں۔ لیکن ان تفسیر میں بھی سورۃ المؤمن کی مذکورہ آیت میں ”آل فرعون“ کے متعلق دیکھیں تو اس میں ”فرعون“ کو شامل کیا گیا ہے۔

پہلا حوالہ جماعت المسلمین کی خدمت میں صدیق حسن خان کی تفسیر کا

(وہابی آل

فرعون) آی احاط بہم ونزل علیہم (سورۃ العذاب) قال الکسائی یقال حاق بحیق حقا و حیوفا اذا نزل ولزم قال الکلبی غرقوا فی البحر ودخلوا النار والمراد بال فرعون فرعون وقومہ و ترک التصریح بالاستغناء بذکرہم عن ذکرہ لکونہ اولی بذلک منهم او المراد بال فرعون فرعون نفسه والاوّل اولی لانہم قد عذبوا فی الدنیا جعلا بالفرق وسیع عذبون فی الآخرة بالنار ثم بین سبحانه ما أجله من سوء العذاب فقال (النار یعرضون)

ترجمہ ”(اور آل فرعون پھر میں آگئے) اللہ کے عذاب نے ان کو گھیر لیا اور ان پر نازل ہوا۔ کسائی نے کہا۔ کہا جاتا ہے حاق بحیق حقا و حیوفا جب کوئی چیز نازل ہو یا لازم ہو۔ کبھی کہتا ہے کہ دریا میں غرق کر دیئے گئے اور آگ میں داخل ہو گئے۔

آل فرعون سے مراد فرعون اور اس کی قوم ہے کہ فرعون کے نام کی تصریح کو چھوڑ دیا۔ چونکہ ان کے ذکر کرنے سے اس کے نام کی تصریح کرنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ کہ آل فرعون سے وہ زیادہ بدتر تھا اور آل فرعون سے فرعون مراد ہے۔ لیکن پہلی بات زیادہ افضل ہے! ترجمہ ۱۔ عبادت۔ تفسیر (فتح البیان) نواب صدیق حسن خان ص ۲۰۴ جلد ثامن (۸)

دوسرا حوالہ جماعت المسلمین کی خدمت میں احسن التفسیر کا
کہ قیامت سے پہلے تو فرعون اور اس کے ساتھیوں کو ان کا دوزخ کا ٹھکانا صبح و شام دکھایا جائے گا اور قیامت کے دن ان کو گھٹایا جائے گا کہ وہ اس ٹھکانے میں جا کر رہتے رہیں۔ (نواب احسن التفسیر ص ۲۰۴ جلد ۱)

یہاں ہمارے خیال میں مناسب یہ ہے کہ شوکانی صاحب نیل الاوطار کی تفسیر کا حوالہ بھی جماعت المسلمین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے کیونکہ نیل الاوطار کے حوالے سے جماعت المسلمین کی کتابیں بھری پڑی ہیں بالخصوص ان کی رہنما کتاب ”تلاش حق“ کے حصہ ۱۸۹ پر لکھا ہے۔
”نیل الاوطار بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ یہ منتقى الاخبار کی شرح ہے۔ شارح پر ہدایت پر وضاحت سے بحث کرتے ہیں۔ رنگ ہے یا ضعیف، مطلب کیا ہے؟ وغیرہ۔“

شوکانی صاحب کی نیل الاوطار کی تفسیر کا حوالہ

بنی اسرائیل (وہابی آل فرعون سوء العذاب) آی احاط بہم ونزل علیہم سوء العذاب۔ قال الکسائی یقال حاق بحیق حقا و حیوفا اذا نزل ولزم۔ قال الکلبی : غرقوا فی البحر ودخلوا النار ، والمراد بال فرعون : فرعون وقومہ ، و ترک التصریح بہ للاستغناء بذکرہم عن ذکرہ لکونہ اولی بذلک منهم ۔ او المراد بال فرعون فرعون نفسه ، والاوّل اولی لانہم قد عذبوا فی الدنیا جعلا بالفرق ، وسیع عذبون فی الآخرة بالنار ۔ ثم بین سبحانه ما أجله من سوء العذاب ، فقال (النار یعرضون علیہا غدواً وغشیا)

بصر ۲۸۱۔ جلد رابع)

ترجمہ ۲۔ (اور آل فرعون خود بدترین عذاب سے پھر میں آگئے) اللہ کے عذاب نے ان کو گھیر لیا اور ان پر نازل ہوا۔ کسائی نے کہا۔ کہا جاتا ہے حاق بحیق حقا ، و حیوفا جب کوئی چیز نازل ہو یا لازم ہو۔ کبھی کہتا ہے کہ دریا میں غرق کر دیئے گئے اور آگ میں داخل ہو گئے۔ آل فرعون سے مراد فرعون اور اس کی قوم ہے کہ فرعون کے نام کی تصریح کو چھوڑ دیا چونکہ ان کے ذکر کرنے سے اس کے نام

کی تصریح کرنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ آل فرعون سے وہ زیادہ بدتر تھا۔ اور آل فرعون سے صرف فرعون مراد ہے۔ لیکن پہلی بات زیادہ افضل ہے۔

ترجمہ ۱۰ عبارت تفسیر (فتح القدیر ص ۸۸ جلد رابع) شوکانی صاحب نیل الاوطار

مندرجہ بالا حوالے تو جماعت المسلمین کی رہنما کتاب "طاش حق" کی رہنمائی میں دئے گئے ہیں۔ اب جماعت المسلمین کے عام افراد کی خدمت میں دوسرے حوالے بھی اس امید پر پیش کئے جاتے ہیں کہ شاید ان میں سے کوئی اللہ سے ڈرنے والا جہنم کی آگ سے بچنا چاہتا ہو اور ان کی اصلیت سے واقف ہو کر اپنے لئے صحیح راہ منتخب کر لے۔ ملاحظہ ہو ہفت روزہ "الاعتصام" ۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء میں صفحہ ۱۸ پر کوپٹی ایڈیٹر "محدث" بنارس (اٹھایا) کے مضمون "قرآن مجید اور عذاب قبر" کا حوالہ جو ہندوستان میں "ادارہ احیاء الاسلام" (ہریانہ) نے کتابی صورت میں بھی شائع کیا ہے۔

یہ تو معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کے بچا کر فرعون اور اس کی قوم کو جس عذاب میں گھیرا گیا تھا وہ دیا میں ڈبوئے جانے والا عذاب ہے جس سے پورا فرعونی لشکر نر کر ختم ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے مرنے کے بعد اور قیامت قائم ہونے سے پہلے ان کے بارے میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ان کو صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر یہ عذاب برزخ نہیں ہے تو کون سا عذاب ہے۔ ؟

یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کو یہ عذاب کیوں دیا جا رہا ہے ؟ جواب صاف ہے ان کا تصور قرآن میں جگہ جگہ یہی بتایا گیا ہے کہ انہوں نے سرکشی کی۔ یعنی اللہ اور اس کے نبیوں پر ایمان نہیں لائے۔ ان کی اعلیٰ مدت و پردہ نہیں کی۔ شرک و بت پرستی اور نافرمانی و تکبر کی راہ پر چلتے رہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان برائیوں اور ان جرائم کی وجہ سے جب فرعون اور اس کی قوم کو عالم برزخ میں عذاب ہو رہا ہے تو جو لوگ اور جو قومیں یہی تصور کر کے دنیا سے جائیں گی انہیں عالم برزخ میں عذاب کیوں نہیں ہوگا ؟ کیا اللہ بے انصاف ہے کہ قوم فرعون نے ایک جرم کیا تو انہیں عذاب دے رہا ہے لیکن وہی جرم دوسری قومیں کریں گی تو انہیں عذاب نہیں دے گا ؟ (قرآن عبارت ص ۱۵۰ "الاعتصام" ص ۲۷ "قرآن مجید اور عذاب قبر" ص ۳۳)

علامہ خواجہ ابوالشکور سامی اپنی کتاب تمہید مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۱۲۵

میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ عذاب قبر مومنوں کے لیے جائز
(جو گنہگار ہیں) اور کفار کے لیے واجب ہے جیسے فرعونوں کے باب
میں قرآن پاک میں ہے کہ فرعون اور اس کی قوم پر صبح و شام آگ پیش
کی جاتی ہے۔

ذوالحجۃ ۱۰ ربیع الثانی ۱۹۸۵ء

یہ اصول جو الہدیت مسک کے رسالوں کے ہیں جو مقامات میں پوری طرح جماعت المسلمین کے ہم خیال ہیں اور ان دونوں رسالوں میں ڈاکٹر
عثمانی صاحب پر تنقید بھی شائع ہو چکی ہے لیکن جنونِ مخالفت میں تحریفِ قرآن کا یہ شاندار کارنامہ انجام دینے کی تو میں صرف جماعت المسلمین ہی کو حاصل
ہوئی۔ اسی لئے ہم نے اسے جماعت المسلمین کے عام افراد کی معلومات کے لئے پیش کیلئے دردناک اس کے لئے ان کے امام ابن تیمیہ کا جواب ہی کافی تھا۔
اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔ جس اعتراض کو جماعت المسلمین کے ترجمان ”المسلم“ کے مضمون نگار نے پیش کیا ہے۔ اس کا دوسرا رخ
ان کے امیر المسلمین کی تصریح میں موجود ہے اسے بھی دیکھ لیں تاکہ ان کی قرآن منیٰ میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ دیکھئے کس طرح قرآن مجید کی سورۃ بقرہ
کی آیات (۳۰-۳۱) کا ترجمہ کرتے ہوئے امیر المسلمین نے اپنی طرف سے قرآن مجید میں اضافہ کیا ہے اور پھر کس طرح اس کی تفسیر کرتے ہوئے اپنی
لئے محاسن کا مفہوم بیان کیا ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۖ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیُفْسِدُ الْبَنٰٓءَ ۚ وَیُفْسِدُ
تَبٰٓئِیْۤہُ یَحْمِلُ دَآءَکَ وَیُقَدِّرُ مِّنْ لَّکَ ۚ قَالِ ۖ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۵ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ثُمَّ
عَرَضَہُمْ عَلٰی الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ ۝۶

مترجمہ: اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر
کرنے والے ہیں جو اس میں فساد اور خونریزی کرے۔ ہم آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں جو
کچھ تم نہیں جانتے۔ پھر اللہ نے آدم کو ساری چیزوں کے نام سکھائے۔ پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اگر تم مجھے بتاؤ گے ان چیزوں
کے نام بتاؤ۔

امیر المسلمین کا ترجمہ

ترجمہ

اور (اے رسول وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں
ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا (اے اللہ) کیا تو زمین میں ایسے شخص کو خلیفہ
بنارہا ہے جو زمین میں فساد مچائے اور خونریزی کرے (خلیفہ بنائے جانے کے تو ہم مستحق ہیں اس

لئے کہ) ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں (فساد و خونریزی سے بالکل مبترا ہیں)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (میں اس کی حکمت سے واقف
ہوں، تمہیں اس کا علم نہیں) ۵ پھر اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے، پھر ان
چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اگر تم (استحقاقِ خلافت کے دعوے میں) سچے
ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ ۶

(ذوالتفسیر قرآن عزیز ص ۱۶۷، ۱۶۸)

ہم پوچھتے ہیں امیر المسلمین اور ان کے ترجمان المسلم کے مضمون نگار سے کہ تو سین کے درمیان کی یہ عبارات ”تعلیقہ بنائے جانے کے تو ہم مستحق ہیں اس لئے کہ“ اور ”استحقاق خلافت کے دعوے میں“ قرآن مجید کے کئی الفاظ کا ترجمہ ہیں۔
یہاں ہم ”المسلم“ اشاعت نمبر ۲، اکتوبر ۱۹۸۶ء کے مضمون نگار کے الفاظ کو نقل کرنے کے بعد جو انہوں نے ڈاکٹر عثمانی کے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔

ان کے امیر المسلمین نے سورۃ البقرہ کی مذکورہ بالا آیات کی جو تفسیر کی ہے وہ بھی پیش کر رہے ہیں تاکہ ان کا اپنے بارے میں دہرا معیار اور تضاد واضح ہو جائے۔

قد تم آئم آپ کے سامنے دو لفظ ترجمہ ہیں آپ خود ہی فیصلہ نہیں کہ کون سا ترجمہ صحیح ہے اور کونسا ترجمہ غلط ہے۔
تو سب کے ترجمہ میں وہ بڑا پیش — اور تو سین (۱) کے درمیان کی عبارت معنی خیز اور قابل غور ہیں یعنی انہوں نے

فولٹو المسلم اشاعت نمبر ۲، اکتوبر ۱۹۸۶ء (ص ۳۸)

امیر المسلمین کی تفسیر ملاحظہ ہو

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تمجید اور تقدیس بیان کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا تھا، وہ تمجید اور تقدیس میں اپنا وقت گزارا کرتے تھے اور اسی بنیاد پر وہ اپنے آپ کو خلافت ارضی کا اہل سمجھتے تھے۔ اگرچہ انہوں نے صراحتاً اس بات کا ذکر نہیں کیا لیکن ان کے دل میں یہ خیال موجود تھا۔
(فولٹو تقضیس قرآن ص ۲۰۳)

کیا امیر المسلمین اور ان کے ترجمان ”المسلم“ کے مضمون نگار یہ بتانا گوارا کریں گے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ فرشتے،

”اپنے آپ کو خلافت ارضی کا اہل سمجھتے تھے“ یا ”ان کے دل میں یہ خیال موجود تھا“

تو ان کو یہ فیہ کی باتیں اور فرشتوں کے دل کا حال کیسے معلوم ہو گیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی خدمت میں ان کی جماعت کی شائع کردہ کتاب منہاج المسلمین ص ۱۳۵ کی یہ عبارت بھی پیش کر دی جائے تاکہ ان کو اپنے تسیم شدہ اصولوں کی روشنی میں بات سمجھنے میں آسانی ہے۔

آیات متشابہات کے مطالب کی جستجو کرے۔ لے تفسیر اپنی رائے سے نہ کرے۔
جس پر کمال علم نہ ہو سکے اس کے نیچے نہ بڑھے۔ تفسیر قرآن مجید میں اختلاف اور جھگڑا نہ کرے۔ لے

(فولٹو منہاج المسلمین ص ۱۲۵)

اب جماعت المسلمین اور ان کے امام ابن تیمیہ کی تحریر کا ایک اور تقابلی جائزہ ملاحظہ ہو جو ناز میں سکات کرنے کے متعلق ہے۔ پہلے جماعت المسلمین کی رہنما کتاب **تلاش حق** ص ۱۸۱ کی عبارت دیکھئے۔

انہا ان سکوتوں کی رعایت برائے

مقتدیانی اللہ کے رسول کی سنت ہے اور ہم اس پر عمل کرتے ہوئے فخر کرتے ہیں
اور جو مقتدیوں کی رعایت نہ کرے یعنی مقتدیوں کی قرأت کے لئے سکوت نہ کرے اسے بدعتی
سمجھتے ہیں۔

فولٹو تلاش حق ص ۱۸۱

گویا اس کتاب نے یہ رہنمائی کی ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے لئے جو امام سکوت نہ کرے وہ بدعتی ہے۔

چونکہ جماعت المسلمین کی شائع کردہ کتب اور تفسیر میں ناصر الدین ابوبانی کی کتب کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس لئے مناسب

معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کتاب سے ہی ان تیسرے کا فتویٰ اسکاٹ کے بارے میں ملے مع ناصر الدین البانی نے کتب تنقیح کے پیش کر دیا جائے۔

۵۲۷ - (کان للنسبی) مسکتان ، مسکتہ حین یکر ، مسکتہ حین یفرغ من قرآنہ)۔

ضعیف - آخرت لغاری فی جزء القراءة (ص ۲۲) و یؤداه و یفرغ من سورة بن حنبل

بعدا من ضعیف اللہ الباقی فی ص ۱۲۸ (بالقطع قال عقب الحديث : « الحسن یختلف فی مسامع من سورة ، وقد سمع من حدیث واحد » و بعد حدیث الضعیف : قلت : لم یرو علی جملة لیس منہ کما سبق فیہ علی ذلك مرأی . ولم أجد تصریحا بمسامع هذا الحديث من یروید البحث و التفتیش عن طریقه الیہ ، فلو لم یکن أنه ثبت مسامع من سورة لیس حدیث الضعیف . كما لا یحقی علی المتأمل علم الیہ المعتبرة ثم إن الحديث من آخری وھی الاضطراب فی منه

فمن هذه الروایة ان السکة الثانیة علیها عند القراء من القراء . و فی رواية ثانیة : بعد القراء من قراءة القامعة . و فی أخرى بعد القراء من القامعة وسورة المد التکریم .

و هذه الروایة الأخيرة هی الضوابط فی الحديث لوضوح ، لانه لفظ علیها أصحاب الضعیف : یونس ، و التفتیش ، و جسد الطویل . وقد سقت رواایهم فی ذلك فی « ضعیف من لیس داود » (رقم ۱۲۹ و ۱۳۰) و نقلت فیہ عن أبی یکر الضعیف أنه قال : « هذا حدیث غیر ثابت »

بعد سورة علی القامعة لا یلحق الضعیف الی قول من منه

الاعاویث الضعیفة والموضوعة ص ۲۵ جلد ثانی

(ترجمہ) بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نماز میں دوبارہ خاموش ہونا پہلی بار تکبیر کے بعد اور دوسری بار قرأت سے فارغ ہونے کے بعد۔

(البانی کہتا ہے) یہ ضعیف روایت ہے اس کو بخاری نے جزا القراء ص ۲۳ پر نقل کیا ہے اور ابو داؤد ، ترمذی ، ابن ماجہ وغیرہم نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ حسن ابھری عن ثمرہ بن حنبل سے اور یہ سند ضعیف ہے۔ اس کا ضعف بیان کیا ہے دارقطنی نے اپنی سنن میں ص ۱۳۸ پر کہ یہ منقطع ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حسن کا سمرقوس سے سماع ہی مختلف فیہ ہے۔ لیکن فی الحقیقت ان سے سماع بے صرف ایک حدیث کا اور وہ ہے حقیقتہ والی حدیث۔

ابانی کہتے ہیں اس تنقید کے علاوہ حسن باوجود اپنی عقول کے حدیث میں اس بات بار بار کہتا آ رہا ہے اور باوجود پوری محنت و تفتیش لہر تمام طرق کھنگالنے کے اس حدیث کے سماع کی مراحات نیچے نہیں ملی۔

اس کے علاوہ اس کے متن میں اضطراب خود بہت بڑی علت ہے۔

ایک روایت تو ہے کہ مکہ ثانیہ قرأت سے فارغ ہونے کے بعد ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ یہ قرأت فاتحہ کے بعد ہے۔

تیسری روایت میں یہ ہے کہ فاتحہ اور سورۃ کے بعد رکوع کے وقت مکہ ثانیہ ہے اور یہ آخری روایت زیادہ اچھی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ چونکہ اس پر حسن کے ساتھیوں یونس ، اشعث اور حمید الطویل نے اتفاق کیا ہے اور ان کی روایات صحیح نہیں۔

میں نے اپنی کتاب ضعیف سنن ابو داؤد میں حدیث نمبر ۱۱۳۵ اور ۱۳۸ میں اس روایت پر گفتگو کی ہے اور وہاں میں نے جصاص کا قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ غیر ثابت حدیث ہے

بہر حال حدیث کی علت جاننے کے بعد کوئی مصنف مزاج اس قول کو تسلیم نہیں کر سکتا جس میں اس حدیث کی تحسین کی گئی ہے۔ جب آپ کو اس کا علم ہو گیا اب شافعیہ کے لئے اس حدیث میں کوئی تائید باقی نہیں رہتی کیونکہ

۱۔ حدیث کی سند میں ضعف ہے

۴۔ متن میں اضطراب ہے۔

۵۔ صحیح حدیث ثانیہ کے متعلق رکوع سے قبل اور فاتحہ اور سورۃ پڑھنے کے بعد کہے نہ کہ فاتحہ کے پڑھنے کے بعد۔

۶۔ اس وجہ سے بالغرض اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ مکتہ فاتحہ کے بعد ہے تو اس میں تو کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہ اتنا طویل نہیں ہو سکتا جس میں مقدمہ سورۃ فاتحہ کی قرأت پوری کرے۔

اسی لئے بعض محققین نے تصریح کی ہے کہ یہ مکتہ طویلہ بدعت ہے جیسا کہ ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں:-
(۱۴۷/۲ - ۱۴۸) امام احمد کے نزدیک یہ مستحب نہیں ہے کہ امام صلوٰۃ، مقدمہ کی پڑھنے کے لئے مکتہ کرے۔ البتہ بعض خیالہ اس کے استحباب کے قائل ہیں۔ حالانکہ یہ معلوم ہے۔ اگر نئی اتنا طویل مکتہ فرماتے جس میں قرأت فاتحہ کر لینی ممکن تھی تو یہ ایسی بات تھی جس کو نقل کرنے والے بہت سے لوگ ہوتے اور جب ایسی بات کوئی بھی نقل نہیں کر رہا تو معلوم ہوا ایسا ہوا ہی نہیں۔

مزید یہ کہ اگر صحابہ کرامؓ سب کے سب آپ کے پیچھے فاتحہ پڑھا کرتے چاہے مکتہ اولیٰ میں چاہے مکتہ ثانیہ میں۔ یہ بات بھی ایسی تھی کہ اس کو بہت سے لوگ نقل کرتے جب کہ صورت حال یہ ہے کہ ایک صحابی سے بھی یہ منقول نہیں کہ وہ مکتہ ثانیہ میں قرأت فاتحہ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ اگر یہ بات مشرعا ہوئی تو صحابہ کرامؓ اس کی معلومات رکھنے کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔
”لہذا ثابت ہوا کہ یہ بدعت ہے“

(ابانی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں مکتہ ثانیہ میں آپ کا طویل سکوت نہ کرنا ابو ہریرہؓ کے اس ارشاد سے بھی ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے بعد چپ رہتے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان آپ کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں ”اے اللہ دُوری ڈال دے میرے اور میرے گناہوں کے درمیان۔۔۔“ الحدیث
تو اگر آپ سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کی مقدار یہ مکتہ فرماتے تو صحابہ کرامؓ آپ سے اس کے متعلق بھی سوال کرتے جیسا کہ اس موقع پر سوال کیا عبارت (الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ جلد ثانی ص ۲۵ ص ۲۶)

ترجمہ نام الدین ابانی نے ابو ہریرہؓ کی جس روایت کا ذکر کیا ہے اسے بھی دیکھ لیں۔

بَابُ مَا لَقِيَ بَعْدَ التَّكْبِيرِ جو چیز تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جائے اس کا بیان پہلی فصل

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان چپ رہتے میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ میرا بال آپ پر قربان ہو تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان آپ کیا کہتے ہیں فرمایا میں کہتا ہوں اے اللہ دُوری ڈال میرے اور میرے گناہوں کے درمیان جس طرح تو نے مشرق و مغرب میں دُوری رکھی۔ اے اللہ ہاگ کر مجھ کو گناہوں سے جیسے پاک کیا جاتا ہے سفید کپڑا میل سے اے اللہ دھو ڈال میرے گناہوں کو پانی برف اور اولوں کے ساتھ۔ (تشفیق علیہ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْمُلُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ بِسُكُوتٍ فَقُلْتُ يَا أَبَتِ أُمِّیْ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَأَلْتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ تَقَيَّ مِنْ الْخَطَايَا كَمَا تَقَيَّ الشُّوْبُ يَنْفِقُ مِنَ النَّاسِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالتَّلَاجِ وَالْبَرَدِ۔ (رُتَقْتُ عَلَيْهِ)

(مشکوٰۃ مترجم جلد اول ص ۱۵۵ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

یہاں یہ بتا دینا بھی مناسب ہے گا کہ بخاری و مسلم کی ابو ہریرہؓ سے مروی اس متفق علیہ روایت جس کا حوالہ ناصر الدین ابیانی نے دیا ہے، کا جماعت المسلمین کی شائع کردہ کتب "صلوٰۃ المسلمین جو نماز سے متعلق ہے اور "دعوات المسلمین" جو دعاؤں سے متعلق ہے میں ذکر کیا نہیں کیا گیا۔ ایک ایسی دعا جو نماز میں بکیر تحریر کے بعد پڑھنے سے متعلق ہے اور متفق علیہ روایت سے ثابت ہے، نماز کی کتاب میں اس کا ذکر تک نہ کرنا کیا حیرت کی بات نہیں؟ اور یہ کہ دعاؤں کی کتاب میں جہاں بکیر تحریر کے بعد دعا پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے، اس کا تذکرہ تک نہ کیا جائے؟ کیا صرف اس لئے کہ بخاری و مسلم کی اس متفق علیہ روایت کا ذکر کرنے سے سکات کا سارا اثر ختم ہو جاتا؟ کہوں گی کہ اس متفق علیہ روایت میں ایک سکتہ کا ذکر ہے اور یہ بھی کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا پڑھتے تھے اور بخاری و مسلم کی روایات کے متعلق "ربنا" کتاب "تلاش حق" کے ص ۱۹۰-۱۹۱ پر یہ بتایا گیا ہے کہ:-

"صحیح بخاری و صحیح مسلم جیسی کتابوں کا تو صرف ترجمہ بھی کافی ہے نہ ان میں صحت و ضعف کا جھگڑا ہے نہ تاج و مستوخ کا۔ ہر چیز صاف ہے اور جو چیز ان کے خلاف ہے وہ یا تو ضعیف ہوتی ہے یا اس کا محل و دہرا ہوتا ہے!" اور اب صاف ظاہر ہے کہ وہ سکات والی روایت بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت کے خلاف ہے۔

چنانچہ ہم جماعت المسلمین اور ان کے ترجمان "المسلم" کے مضمون نگار سے یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ وہ اپنے امام "ابن تیمیہ" کے متعلق جن کا فتویٰ یہ ہے کہ امام کا مقتدی کے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے لئے "مسکتہ کرنا بدعت ہے" کیا دلئے رکھتے ہیں جب کہ بدعت کے متعلق جماعت المسلمین کا فتویٰ ہے کہ "بدعت کفر ہے" "بعد عن مشرک ہے" کن کچھ بدعت (شُرک کی ایک قسم) مسئلہ اشاعت نمبر ۸۰ (ص ۷۷ و ۷۸)۔

ادھر سکتہ نہ کرنے والے کے متعلق جماعت المسلمین کی کتاب "تلاش حق" کے حوالے سے یہ بات آچکی ہے کہ "وہ جیدعتی ہے" اور بدعتی کے متعلق جماعت المسلمین کا کہنا یہ ہے کہ "بدعتی سے جہاد کا ناظرہ رکھی ہے، نہ یہ کہ اس سے دوستی کرے، اس کو امام بنائے وغیرہ وغیرہ یہ کام تو جہاد کے قطعاً منافی ہیں (توحید المسلمین ص ۲۸۸)۔

اب جماعت المسلمین اور ان کے امام "ابن تیمیہ" میں سے کون بدعت کی وجہ سے ان کے فتوے کی دوسے کافر اور شرک بناتا ہے اس کا فیصلہ ہم جماعت المسلمین اور ان کے ترجمان "المسلم" کے مضمون نگار پر چھوڑتے ہیں۔ اور اگر وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے تو ہم انہیں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ قرآن مجید میں دیکھا دیتے ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَخْلَفْ بِمَا أُنْزِلَ اللَّهُ فَاولَيْكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ہی کافر ہیں؟"

وَمَنْ لَّمْ يَخْلَفْ بِمَا أُنْزِلَ اللَّهُ فَاولَيْكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ہی ظالم ہیں۔"

وَمَنْ لَّمْ يَخْلَفْ بِمَا أُنْزِلَ اللَّهُ فَاولَيْكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۝

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ہی فاسق ہیں۔" (سورۃ المائدہ (آیات ۳۴-۳۵-۳۶))

اس کے بعد مشہور موصوفی "عزالی" اور ان کی تصنیف "احیاء العلوم" جو تصوف کی مشہور و معروف کتاب ہے اور تبلیغی نصاب اور اس تعلیم سے جماعت المسلمین کا ایک انتہائی جائزہ ملا حظہ فرمائیے:

کیونکہ جماعت المسلمین کی طرف سے تبلیغی جماعت پر ایک تنقیدی کتابچہ "تبلیغی نصاب اور شرک" شائع کیا جا چکا ہے۔

حیرت اور تعجب کی بات یہ ہے کہ جو واقعات تبلیغی نصاب میں ہیں انہیں تو جماعت المسلمین کفر و شرک سمجھتے ہیں لیکن اسی طرح کے بیشمار واقعات بلکہ تبلیغی نصاب سے کہیں زیادہ کفر و شرک اور بدعت سے بھرپور "عزالی" جیسے موصوفی کی کتاب "احیاء العلوم" (جو تصوف کی بدترین کتاب ہے) اور دوسری

کتاب میں موجود ہیں مگر ان پر اس طرح تنقید نہیں ہوئی کہی اللہ اور رسول پر ایمان لانے والوں کا یہی کردار ہونا چاہیے ۹
آئیے جماعت المسلمین کے شائع کردہ کتابچے "تبلیغی نصاب اور شرک" اور غزالی کی "احیاء العلوم" کی عبارت پر ایک نظر ڈالیں لیکن اس سے پہلے جماعت المسلمین کی کتاب "تلاش حق" ص ۹۵، ان کے ترجمان المسلم شماره ۳ ص ۳۳ اور "تبلیغی نصاب اور شرک" ص ۵۵ میں مذکور تصنیفات غزالی اور تبلیغی نصاب کے بارے میں ان کے تبصروں کو بھی دیکھتے چلیں۔

تصنیفات غزالی

جواب :- اہم غزالی کی تصانیف بہت عمدہ ہیں۔ بڑی دلکش ہیں۔ دل کو مرنے اور صفا کرنے والی ہیں۔ یاں ان کی بعض کتابوں میں مثلاً احیاء العلوم میں ایک شخص بھی ہے کہ ضیعت جگہ موصوفہ حدیثیں بھی نقل کر جاتے ہیں۔ علمائے وقت نے ان کی زندگی ہی میں ان پر بڑی سخت تنقید کی اور ان کو تنبیہ بخلائی پڑنے کا مشورہ ۱
مغرض بعد میں وہ صحیح بخاری کی طرف متوجہ ہوئے جن کی کڑھکال کے وقت صحیح بخاری اللہ کے پیٹے پڑھی ماحیاء العلوم کو اس کی تقریر کے ساتھ پڑھا جاتے تو یہ قسمیں دود ہو سکتے۔ کیونکہ اکثر میں ہر حدیث پر بحث کی گئی ہے۔

۳۔ تبلیغی نصاب میں کئی مقامات پر شرکیہ اقوال و افعال درج ہیں۔ ڈور ہے کہ کہیں کوئی شخص ان کو پڑھ کر ان کے مطابق اپنا عقیدہ نہ بنالے۔
نوٹ تبلیغی نصاب اور شرک ص ۵

نوٹ کتاب تلاش حق ص ۹۵

یاد رہے کہ تبلیغی نصاب کو مسجدوں میں پڑھنا تبلیغی معصرت کے لئے ہادی ہے اس لئے۔
کہ تبلیغ کے نصاب میں شامل ہے جس میں شرک کے گزرنے کے لئے شمار واقعات لائے ہیں جنہیں میں مسجدوں میں دانستہ چڑھا کر کتاب سنت کے علمبرداروں کو ہوش آجائے مگر کچھ کسی نے نوکریک نہیں کر ان کے بزرگ مرنے کے بعد کیسے زندہ ہو جایا کرتے تھے یعنی مرنے کے بعد بھی تمہیں مرے تھے فقط حق مکانی کو جاتے تھے یہ اسے کرامات اولیاء کو کمر دھتے رہتے

جماعت المسلمین کے شائع کردہ کتابچے تبلیغی نصاب اور شرک اور صوفی غزالی کی کتاب "احیاء العلوم" جس کا اردو ترجمہ دارالاشاعت کراچی نے شائع کیا ہے، کا تقابلی جائزہ :-

۱۔ "تبلیغی نصاب اور شرک" میں مذکور "تبلیغی نصاب" کی عبارت اور اس پر جماعت المسلمین کا تبصرہ :-

۲۔ ابوعلی روز باری کہتے ہیں کہ ایک فقیر میرے پاس عید کے دن آیا بدعت ختم حال پڑا کپڑے۔ کہنے لگا یہاں کوئی پاک صاف جگہ ایسی ہے جہاں غریب فقیر مرجائے۔ میں نے لا پرواہی سے لغو سمجھ کر کہہ دیا کہ اند آج اور جہاں چاہے پڑے مرجا۔ وہ اندر آیا، وضو کی چند رکعت نماز پڑھی اور لیٹ کر مر گیا۔
(نوٹ تبلیغی نصاب اور شرک ص ۵)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ ان دونوں واقعوں میں کس قدر قرآن حکیم کا انکار لازم آتا ہے۔
دوسرے واقعہ میں یہ بیان کیا گیا کہ ایک فقیر کو اپنے مرنے کا علم ملے ہو گیا اس نے اپنے لئے جگہ کاغذیں کر لیا اور مر گیا۔ (نوٹ تبلیغی نصاب اور شرک ص ۵)

غزالی کی احیاء العلوم (اردو ترجمہ شائع کردہ دارالاشاعت کراچی کی عبارت :-

اور بعض اکابر کہتے ہیں کہ میں منش اور دیورہ کی خدمت میں تھا کہ اتنے میں ایک فقیر آیا اور اسلام علیکم کہہ کر بوجھا کہ یہاں کوئی صاف و مشتمل جگہ ہے جس میں ادنیٰ مر سکے لوگوں نے اس کو ایک جگہ بتائی کہ پانی کے کنارے بہر حق اس فقیر نے تازہ وضو کیا اور کچھ رکعتیں پڑھیں بعد اس کے اس جگہ میں گیا اور پاؤں پھیلا کر مر گیا اور ابوالعباس دیورہ کی اپنی مجلس میں کچھ فرما رہے تھے کہ ایک عورت کو حمال آیا اور بھیج ماری آپ نے اس کو فرمایا کہ مرجا کہ وہ عورت اٹھی اور دروازے تک پہنچ کر آپ کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہا کہ لو میں مر گئی اور مردہ ہو کر گر پڑی

(نوٹ احیاء العلوم مترجم جلیلہ بہاد ص ۶۷۹)

کی غزالی کی احیاء العلوم میں ہر قوم ان نوز واقعات سے قرآن حکیم کا انکار لازم نہیں آتا ہے یا اور ان واقعات سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ فیر کو اپنے مرنے کا علم پہلے سے ہو گیا۔ اس نے اپنے لئے جگہ کا تعین کر لیا اور مر گیا اور اسی طرح دوسرے واقعہ میں عورت کو اپنے مرنے کا علم ہو گیا۔

۲۔ "تبلیغی نصاب اور شرک" میں بیان کیا گیا "تبلیغی نصاب" کا واقعہ اور اس پر جماعت المسلمین کی تنقید۔

موتی زکریا صاحب کہتے ہیں :-

۵۔ "عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سنی کریم کی قبر کی زیارت کو گئی۔ دور کا سفر تھا۔ رات کو وہاں ٹھہرے۔ ان میں سے ایک شخص نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تو اپنے اونٹ کو میرے منجی اونٹ کے بدلے میں فروخت کرتا ہے۔ دھننی اونٹ اسی قسم کے اونٹوں میں شمار ہوتا ہے جو اس قیمت نے ترکہ میں چھوڑا تھا۔

خواب دیکھنے والے نے خواب ہی میں معاملہ کر لیا۔ وہ صاحب قبر اٹھا اور اس کے اونٹ کو ذبح کر دیا جب یہ اونٹ والا اٹھ بڑھ اٹھا تو اس کے اونٹ کے خون جاری تھا۔ اس نے اٹھ کر اسے ذبح کر دیا کہ

(فروغ مبارک "تبلیغی نصاب اور شرک" ص ۱۰۱)

تنقید

قارئین کرام اس واقعہ کو دوبارہ پڑھیں اور پھر قرآن و حدیث کے فیصلہ پر غور کریں۔

کیا یہ واقعہ قرآن و حدیث کے انکار کے لئے کافی نہیں؟ جبکہ قرآن

۱۲

حدیث کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مرنے کے بعد کوئی شخص دنیا میں نہیں آسکتا۔ شہید جو کہ عام مرنے والوں پر فوقیت رکھتا ہے اس کو بھی دنیا میں واپس

غزالی کی احیاء العلوم میں بیان کیا گیا واقعہ (منجی اونٹ کے بجائے گھوڑے کا ذکر) :-

اور روایت ہے کہ قافلہ عرب کا پہلی قوم کے کسی سنی کی قبر کی زیارت کو گیا اور دور سے چل کر غار پہونچا سب لوگ اس کی قبر کے پاس فروکش ہو گئے اس سنی کے یہاں ایک گھوڑا تھا بہت عمدہ تمام قوم میں مشہور تھا جب پر لوگ رات کو سوئے تو ان میں سے ایک شخص نے اسی مردے کو خواب میں دیکھا کہ یوں کہتا ہے کہ تو اپنا اونٹ میرے گھوڑے سے بدلے تو میں گھوڑے تجھے دیدوں اور اونٹ لے کر تم لوگوں کی ضیافت کروں اس نے جواب دیا بہت اچھا پھر یہ دیکھا کہ وہ مردہ اس اونٹ کی طرف گیا امداس کو ذبح کر ڈالا اور یہ اونٹ خوب فروختھا اتنے میں اس شخص کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو واقعہ میں اونٹ کی گردن سے خون جاری ہے اس نے اٹھ کر اس کو ذبح کیا اور صاف کر کے گوشت قافلہ میں تقسیم کیا سب نے کھائی کر وہاں سے مراجعت کی وہ سب دن رات میں ان کو چہ سوار لے ایک نے ان سے قافلہ والوں سے پوچھا کہ تم میں فلاں نام کا شخص کون سا ہے اور وہ نام یا جو خواب میں دیکھنے والے کا تھا اس نے جو بیدیا کہ وہ شخص میں ہوں اس سوار نے کہا کہ تم نے فلاں مردے کے ہاتھ کچھ بچا ہے

اس نے کہا کہ خواب میں میں نے اپنا اونٹ اس کے ہاتھ گھڑے کے عوف پر بٹھا دیا اس نے کہا کہ تو لیجئے یہ اس کا گھوڑا موجود ہے پھر کہا کہ وہ میرا باپ تھا انا کہ اس نے خواب میں مجھ سے کہا کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو میرا گھوڑا نکال شخص کو دیدے سو میں نے تعمیل حکم کی اور (فوائد اسلام العلم مترجم جلد سوم ص ۳۰۳-۳۰۴)

کیا اس واقعہ پر وہی تنقید نہیں ہو سکتی جو تبلیغی نصاب پر کی گئی ہے۔ کیا جماعت المسلمین اپنی پسندیدہ شخصیت کی اس قرآن و حدیث کے انکار پر میری تحریر کے بارے میں اسی انداز سے لب لثنی کی جرات کر سکتی ہے۔

۲۔ تبلیغی نصاب کا واقعہ اور اس پر جماعت المسلمین کا تبصرہ :-

ان قسم کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے :-
۹۔ مصر میں ایک صاحب خیر شخص تھے جو اہل ضرورت اور فقرا کے لئے چند کروڑیاں کرتے تھے۔ جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی وہ ان سے کشادہ اہل ثروت لوگوں سے کچھ مانگ کر اس کو دے دیا کرتے۔ ایک فقیہ ان کے پاس گیا اور کہا میرے لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس اس کی اصلاح کے انتظام کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ صاحب لٹھے اور لوگوں سے اس کے لئے مانگا لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا کہ جو آدمی کثرت سے مانگا رہتا ہو اس کو مناسبتی مشکل ہو جاتا ہے یہ سب سے باپوس ہو کر ایک سخی کی قبر پر بیٹھ کر یہ سارا واقعہ بیان کیا اور وہاں سے اٹھ کر چلے آئے اور وہیں آکر اپنے پاس سے ایک دینار نکالا اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کئے اور ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا اور وہ سارا اس فقیر کو دے دیا کہ یہ میں تیرا حق دیتا ہوں۔ اس وقت کم اس سے اپنا کام چلا جو جب تمہارے پاس کہیں سے کچھ آجائے تو میرا قرضہ ادا کر دینا۔ وہ سہ کر چکا تھا اور اپنی ضرورت پوری کر لی۔ رات کو ان صاحب دینار نے اُس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہاری بات تو ساری سن لی تھی مگر مجھے جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی تم میرے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ مکان کے

نکل کر اس کے حوالے کر دیا۔
اس شخص نے کہا خواب کوئی شرعی چیز نہیں ہے تم لوگ اس مال کے وارث ہو اور مالک ہو اس لئے میں محض اپنے خواب کی وجہ سے اس کو نہیں لیتا، مگر ان وارثوں نے اصرار کیا کہ جب وہ مرکز سخاوت کرتا ہے تو بڑی بے غیرتی ہے کہ ہم زندہ سخاوت نہ کریں۔ ان کے اصرار پر اس نے وہ اشرفیاں لے کر اُس فقیر کو دے دیں اور سارا قصہ سنایا اس نے ان میں سے ایک دینار لے کر اُس کے دو ٹکڑے کئے ایک ان صاحب کو اپنے قرضہ کی ادائیگی میں دیا اور دوسرا ٹکڑا اپنے پاس رکھ کر کہا کہ میری ضرورت کو تو یہ کافی ہے۔ باقی یہ سب رقم میری ضرورت سے زائد ہے میں اس کو لے کر کیا کروں گا۔ وہ سب فقرہ پر تقسیم کر دی۔ صاحب آٹھاف کہتے ہیں کہ اس قصہ میں خود کرنے کی چیز یہ ہے کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ میت یا اس کے گھر والے یا یہ فقیر (فوائد عبارت "تبلیغی نصاب اور شرک" ص ۱۳-۱۴)

تنقید جماعت المسلمین

قارئین کرام خود فرمائیں کیا اس واقعہ میں یہ درس نہیں دیا گیا کہ جب زندوں سے باپوس ہو جاؤ اور کہیں سے کچھ نہ ملے تو کسی سخی کی قبر پر جا کر سب پریشانی بیان کر دو کیونکہ سخی مرنے کے بعد بھی سن لیتا ہے۔ یہ بات قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-
فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ نَصَابُوا شُرَكَاءَ لَهُمْ

غزالی کی احیاء العلوم مترجم جلد سوم ص ۳۰۵ کی عبارت :-

الشیخ ابو سعید خرقوسی مینا پوری رحمدل کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عافضہ رحمہ سے سنا ہے کہ وہ تبلیغی شافعی مبادی کے بیان کرتے تھے کہ مصر میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ فقر کے لئے کچھ حذر کر دیا تھا اتفاقاً ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا وہ اس شخص کے پاس آکر کہنے لگا کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اور اس وقت میرے پاس کچھ نہیں رہتے ہیں وہ شخص اس کے ساتھ ہوا اور بہت سے لوگوں کے پاس بے گیا کر لوگوں سے کچھ نہ ملا بعد ایک اولیٰ کی قبر پر آکر بیٹھا اور کہنے لگا کہ خدا تجھے بخشے تو زندگی میں بہت کچھ دیا کرنا تھا اے میں بہتوں کے پاس گیا اور اس شخص کے واسطے بہت سی خوشیوں کی کچھ نہ کر سکتا تھے مگر حسب اتفاق سب بے فائدہ ہوئی یہ ایک ایک دینار نکالا اور اس کو خوردہ کر کے آدھا سا لکڑیا اور کہا کہ یہ میں تم کو عرض دیتا ہوں جب تمہارے پاس ہوں تم آکر دیکھا کہ شخص آدھا دینار دیکر کھڑے رہا اور لڑکے ہونے میں جو ضرورت تھی اس کو اہم دیا رات کو اس مصری چندہ جمع کرنے والے نے اس قبر کے کونوں میں دیکھا کہ بول رہا ہے کہ تو نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا وہ سب میں نے سنا ہے مگر چونکہ ٹھیکہ اجازت جو اس کی نہ تھی اس واسطے میں جواب نہ دے سکا اب کہتا ہوں کہ تم میرے بھائی ہو جا کر میری اوروں سے کہو کہ جو لکھے گئے پتے کھو دیں وہاں سے ایک برتنی پائلوں سے بھر لیں گے وہ ان سے لیکر اس لڑکے کے لئے دو جب بھیجی ہوئی تو وہ شخص اس کی اولاد کے پاس گئے اور خواب کا قصہ بیان کیا انہوں نے اس کو شہر آکر ملکہ کھو دی اور دینار لاکر رکھ دیے کہ لکھاؤ اس نے جواب دیا کہ تمہارا مال ہے میرے خواب کا کیا اختیار ہے انہوں نے کہا کہ مال والا تو میرے پرستار کرتا ہے ہم جیتے جی کیسے زکوٰۃ غزوہ کے بعد میں اس شخص نے دینار لے لئے اور لڑکے کے لئے کے پاس لاکر رکھے اور تمام اجڑا بیان کر کے کہا کہ اب یہ تمہارا مال ہے جو چاہو سو کرو اس لئے نیک دنیا مال کا خوردہ کیا اس میں سے نصف تو اس شخص کو جو عرض دیا اور نصف خود رہنے دیا کہ مجھے اسی قدر کفالت ہے با آئتم فقر دل کو دیدہ ابو سعید مادی اس حکایت کے کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم ان سب میں زیادہ سچی کس کو کہنا چاہیے

کیا تبلیغی نصاب کی طرح احیاء العلوم کی اس عبارت میں یہ درس نہیں دیا گیا کہ جب زندہ دل سے مایوس ہو جاؤ اور کہیں سے کچھ نہ ملے تو کسی سخی کی قبر پر جا کر سب پریشانی بیان کر دو کہ نہ سخی مرنے کے بعد بھی من لیتا ہے ۔ اور کیا یہ بات قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہے ؟

۴۔ "تبلیغی نصاب" کا واقعہ اور اس پر جماعت المسلمین کا فتویٰ :-

اور سنئے :-

کہ لے انہیں خرچ کرتا رہا میں نے ان کو خرچ کرنا شروع کیا
(اور ایسی میں مصر تک انہوں نے مجھے کام دیا)
(فتاویٰ ج ۲۵)

یہ واقعہ بھی پہلے واقعہ کے ملتا جلتا ہی ہے۔ ایک عورت نے دلی خیالات پر سرزنش کی۔ اور وہ عورت بھی بتان صاحب کے ساتھ ہی تھی مگر بتان صاحب اس کو جب دیکھتے تھے جب وہ ظاہر ہوتی تھی۔ مزید برآں

یہ واقعہ سنیں دیکھتے ہیں کہ تو شرعاً ساتھ نہیں رکھنا چاہیے حالانکہ یہ چیز قرآن مجید کے بالکل خلاف ہے۔

اتخذ تعلقہ کا ارشاد ہے :-

وَتَزَوَّدُوا (البقرہ - ۱۹۷) تو شرعاً ساتھ نہ لیا کرو۔

(فتاویٰ عبارت "تبلیغی نصاب اور شرک" ص ۲۸۲)

۱۔ شیخ بنان فرماتے ہیں کہ میں مصر سے حج کو جا رہا تھا میرا وقت میرے ساتھ تھا راستہ میں ایک عورت ملی کہنے لگی بنان تم بھی حال (مزدور) ہی نکلے تو شرعاً دے لئے جا رہے ہو تمہیں یہ وہم ہے کہ وہ تمہیں روزی نہیں دے گا میں نے اس کی بات سن کر اپنا تو شرعاً چھوڑ دیا۔ تین دن تک مجھے کھانے کو نہ ملا۔ راستہ میں چلتے چلتے مجھے ایک پازیب (پاؤں کا ڈبیرا پر لٹا ہوا) میں نے یہ سوچ کر اٹھایا کہ اس کا مالک مل جائے گا تو اس کو دے دوں گا، وہ شاید اس پر مجھے کچھ دے دے تو وہ عورت پھر سامنے آئی کہنے لگی تم تو کاغذ لکھتے ہو کہ وہ پازیب کے بدلے میں شاید کچھ دے دے۔

اس کے بعد اس عورت نے میری طرف کچھ دوہم بھیج دیا

اور نیاں حال کے حال میں کھتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کی راہ میں تھا اور مصر سے جاتا تھا۔ اور میرے پاس راہ راہ تھا میرے پاس ایک عورت آئی اور مجھ سے کہا کہ اے نبال تولد ہے کہ اپنی پشت پر زاد لا دے پھر تباہ اور یسوع کرتا ہے کہ خدا نے تعالیٰ مدق نہ دے گا۔ میں نے اس کے کہنے سے اپنا توش پھینک دیا۔ پھر مجھ پر تین دن گذر گئے میں نے کچھ نہ کھا یا نہ سوتے میں نے ایک پازیب پڑی دیکھی اپنے حجام میں کہا کہ اس کو اٹھائینا چاہیے۔ کیا عجیب ہے کہ اس کا مالک آئے تو اس سے کچھ لے کر دے۔ دونوں کہتے ہیں وہی عورت آئی اور مجھ سے کہا کہ اس کو اٹھائینا چاہیے۔ کیا عجیب ہے کہ اس کا مالک آئے۔ تو اس سے کچھ لے لوں۔ پھر اس نے میری طرف چند درم پھینک دیئے۔ اور کہ ان کو لے کر قریب مکہ معظمہ تک بنا دیا۔ (فتاویٰ مبارک احیاء العلوم مترجم جلد چہارم ص ۳۷)

کیا احیاء العلوم کے اس واقعہ میں اور تبلیغی نصاب کے واقعہ میں کوئی فرق ہے؟ تبلیغی نصاب میں مذکور واقعہ کو تو جماعت المسلمین خلاف قرآن قرار دے لیکن عزائی کی تخریف کرے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے اور کہاں کی دینداری؟ بہر حال مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تھانیف کے حوالوں سے جماعت المسلمین کی شان کو وہ کتب بھری پڑی ہیں کہ انگریزی جماعت المسلمین اور انگریزوں کے معنوں نگار کفایت میٹھی کر دیا جائے۔ جو انہوں نے عزائی کی "احیاء العلوم" کے اس واقعہ پر تنقید کرتے ہوئے اپنی کتاب "حجہ نبوی" میں تحریر کیا ہے کہ شاید اس طرح انہیں اپنے کتمان حق اور ذہنی پرستی کے شرک کا احساس ہو جائے۔

ملاحظہ ہونا ناصر الدین البانی کی تحریر :-

ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی نص کے بھی خلاف ہو۔ ایشاد خداوندی ملاحظہ فرمائیں :-
وَعَزَّ وَجَلَّ خَيْرُ السَّوَادِ اور زاد راہ لے جایا کرو سبے مشک بستریں
التشوق علی - زاد راہ پر ہر گھڑی ہے۔

(۱۲) اللہ پر توکل کا اٹل ذکر کرتے ہوئے بلا زاد راہ سفر کرنا جیسا کہ امام غزالی نے فرمایا :-
۲۶۹/۲ میں بلا زاد راہ سفر کرنے کو مستحب گردانا ہے۔ نیز انہوں نے (۲۶۹/۲) میں
بلا زاد راہ جنگلوں کی طرف سفر کرنے کو توکل کا اعلیٰ مقام قرار دیا ہے۔ خلاف حقیقت ہے۔

اس بیت کے شان نزول میں مستشرقین و مفسرین کہیں کہیں کے لوگ بچ پر جانتے لیکن زاد راہ نہیں لے جاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ پر توکل کرنے والے ہیں۔ و بخاری :-

امام غزالی کا نظریہ غلط ہے

تو کچھ میں نہیں آتا۔ اسے کہ وہ کون سے اسباب تھے جنہوں نے امام غزالی جیسے انسان کو کتاب و سنت کی مخالفت پر اکسایا کیا وہ ان نعوض سے واقف تھے، ہرگز نہیں۔ چنانچہ امام غزالی جیسے انسان کی نظروں سے اس قسم کے واضح نعوض غفلت رہ سکتے تھے۔ بالآخر اس بات کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ تعصبات نے انہیں اس غلط راہ پر لگایا۔ تعصبات کی اوت میں نعوض کی تاویل کرنا اور شریعت کے جائزہ ستیم سے انحراف کرنا مونی کا شیوہ رہا ہے جس طرح متکلمین نعوض کی غلط تاویلات کر کے گمراہ ہو گئے، اسی طرح یہ بھی گمراہ ہو گئے۔ معصنا اللہ بالحق صون کن ما یخلفنا۔

امام غزالی نے توکل کے پیش نظر یہ نظریہ بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اگر ان کا بیان کہ وہ نظریہ صحیح تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو باوجود خدا کے آپ اس قسم کے آکل کا اقرار فرماتے، ملاحظہ فرمائیے کہ آپ جب کہ کوئی چیز کے لیے شریعت لے جاتے ہیں تو

آپ کے ساتھ قربانیوں تھیں اور پھر کسی قدر تہجد و گہرات ہے کہ امام غزالی نہیں جانتے اسلام کا لقب دیا جاتا ہے ایسا نظریہ پیش کریں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کے خلاف

فتاویٰ ص ۱۳۳ - حجہ نبوی تاویل محمد ناصر الدین البانی ترجمہ محمد صادق خلیل ناشر خلیفہ المسندہ (ادارۃ الترجمہ والتالیف) محلہ رحمت آباد لاہور (فیصل آباد)

تبلیغی نصاب اور عزالی کی احیاء العلوم کے مقابل کی چند مثالوں کے بعد جماعت المسلمین کی خدمت میں احیاء العلوم کے دو مزید واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔ کیا وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ان پر حیرت و کراہت فرمائیں گے؟

۱۔ کے بعد انہوں نے گفتگو کی تھی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب میرے باپ کی عنفات ہوئی تو ان کو کفن دے کر جنازہ تیار کیا انہوں نے کفن اپنے منہ سے ہٹایا اور سیدھے بیٹھ کر کہا کہ میں نے اپنے رب سے ملاقات کی اس نے

میری خاطر قاری راحت اور روزی سے فرمائی اور خداوند کریم مجھ سے ناراض نہ تھا اور جتنا گمان ہے اس سے میں نے یہ امر آسان پایا۔ اب سستی نہ کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب سب میری راہ دیکھ سے ہیں کہ میں ان کے پاس پھر کجاؤں یہ کہہ کر پھر گریبے جیسے کنگری لشت میں کتی ہے ہم نے ان کو اٹھا کر دفن کیا (فوائد الحیاء الموم) (مترجم) جلد چہارم ص ۲۱۱ شائع کردہ دارالاشاعت کراچی

کیا یہ واقعہ خلافت قرآن نہیں ہے، یا کہ مرنے والا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے آئے پھر زندہ ہو کر اپنے جانے کی خبر دے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب اس کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ پھر مر جائے۔

۲ - بہت طویل ہے مگر اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ جس ایک روز نماز پڑھتا تھا اتنا لے گا میں میرے دل میں خواہش ابھری اس کی سوچ بہت دیر تک گئے گیا یہاں تک کہ اس سے خواہش لوند سے بازی کی پیدا ہوئی فوراً میں زمین پر گر پڑا اور تمام جسم سیاہ ہو گیا لوگوں کی خرم سے میں زمین گھر کر جیسا رہا اور بدن کو صابون سے جھم میں جا کر دھو تا کہ سیاہی بڑھتی گئی زمین دن کے بعد رنگ صاف ہوا پھر میں حسب الطلب حضرت جنید بغدادی کے موضع رتہ سے بغداد کو گیا جب ان کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا کہ تجھے شرم نہ آئی کہ خدا کے سامنے کھڑا ہو کر ترانس ایسی شہوت میں ڈوبا کہ تجھ کو مغلوب کر کے حضور الہی سے رکال دیا اگر میں تیرے لیے دعا نہ کرتا اور تیری طرف سے خدا کے سامنے تیرا نہ ہوتا تو تو خدا کے سامنے اسی کالے رنگ سے جاتا مجھے بڑا تعجب ہوا کہ حضرت جنید نے میرا حال کس طرح معلوم کیا میں تو قرآن تھا اور آپ بغداد میں تشریف لے گئے ہیں۔

فوائد جلد چہارم ص ۲۱۱ (الحیاء الموم مترجم)

بتائیے کیا یہ واقعہ خلافت قرآن نہیں ہے یا کیا یہ علم غیب جو اللہ کی صفات ہے جنید کو بھی حاصل تھا کہ اسے تمام باتیں معلوم ہو گئیں۔
تعدادات اور کفر و شرک پر مبنی واقعات جماعت المسلمین اور ان کے ترجمان "المسلم" کے مصنفوں نگاہ کی خدمت میں اس لئے پیش کئے جاتے ہیں کہ وہ ان میں اور اپنی تحریر کردہ مندرجہ ذیل مبارکات کے آئینے میں اپنا اصلی چہرہ ملاحظہ فرمائیں یا کم از کم ان کے عقیدت مندی دیکھ سکیں

اللہ تعالیٰ انہیں ایمان دے اور ان کو حق تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں ذہن پر توکل نہ کرنا اور کفر و شرک سے بچنے سے نجات دے آمین

(فوائد "المسلم" شماره نمبر ۲ ص ۳۹)

(جاری ہے)

آپ یہ مجلہ پڑھ کر زیادہ سے زیادہ حضرات کو پڑھوائیں۔

ساتھیو! جیسا کہ آپ کو علم ہے: "جبل اللہ" کی اشاعت و سائیکل کی کمی کے باعث نہایت محدود ہوتی ہے۔ لہذا کوشش یہی ہوتی چلیے کہ ایک رسالہ سے زیادہ سے زیادہ حضرات مستفید ہو سکیں۔

رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی

حبیب اللہ کے تازہ شمارے میں ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری تقریر جو انھوں نے ۵ دسمبر ۱۹۸۲ء بروز جمعہ بعد صلوٰۃ منصرہ (وفااتے سے چند گھنٹے قبل) مسجد توحید رفانہ عام سنو سکائیٹ میں کی تھی اور اس کے بعد حسب معمول کے گئے سوال و جواب کو کیسٹ سے منتقل کر کے شائع کرنے کا پروگرام تھا۔ لیکن اس کے لئے گنجائش نہیں نکال سکتے۔ آئندہ شمارے میں انشاء اللہ عزیزان کو شائع کیا جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب (مرحوم) کے تقاریر کے اشاعت کا سلسلہ (سے کے بعد بھی جاری رہے گا۔ سیر دست سوال و جواب کے سلسلے کے اشاعت کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

برزخی نہیں دنیاوی ہے۔

پھر احمد رضا خان کی اس بات کے مقابلے میں کہ برزخی نبی کی حقیر کرتے ہیں انہوں نے واضح کیا کہ یہ بھی غلط بات ہم سے منسوب کی گئی ہیں ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے جو زمین میں گر رہی ہے وہ خانہ کعبہ بلکہ اس سے بڑھ کر عرش و کرسی سے بھی زیادہ افضل ہے یہ عقیدہ بنایا نہیں۔ تیسرے عقیدہ انہوں نے یہ بنایا جن میں اس بات کی تردید کی کہ ہم اولیاء اور انبیاء کے وسیلے کے قائل نہیں ہیں۔ اور کہا کہ ہم اولیاء اور انبیاء کی قبروں سے استفادہ کے بھی قائل ہیں۔

پھر انہوں نے یہ عقیدہ بنایا کہ ہم بالکل اس بات کو مانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور وہ خود سلام پہنچائے جاتے ہیں۔ اسی طرح بزرگوں کی قبروں سے فیض پہنچنے کا اعتراف کیا اور دوسرے عقائد بنائے۔ جو قرآن و حدیث کے خلاف اور بریلویوں کے عقائد کے مطابق ہیں۔ جن کو تفصیل کے ساتھ

سوال: دیوبندی بھی توحید کی بات کرتے ہیں مان کے اندر ایک تبلیغی جماعت ہے جو پوری دنیا کے اندر کام کر رہی ہے آپ کا ان سے کیا اختلاف ہے۔ ان کے پیچھے غار پڑھنا کیسا ہے؟ ان کے اندر کیا خامی ہے؟

جواب: پہلی بات جو آپ نے دیوبندیوں کے بارے میں پوچھا ہے تو ان کا معاملہ یہ ہے کہ حاکم الحرمین نامی ایک کتاب احمد رضا خان بریلوی نے دیوبندیوں کے خلاف لکھی اور مختلف علماء سے تائیدی فتوے لے۔ اسی میں اس نے یہ کہا کہ دیکھئے یہ دیوبندی نہیں مانتے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور ان کی یہ زندگی دنیاوی زندگی ہے برزخی نہیں۔ جو سب کو حاصل ہے۔ اس کے جواب میں غلیل احمد صاحب اور اس زمانے کے کچھ بڑوں نے چاہے وہ کفایت اللہ ہوں یا محمودا حسن سب نے مل کر اپنے عقائد واضح کئے کہ یہ غلط کتاب ہے کہ ہم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں زندہ نہیں مانتے ہم صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی مانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ زندگی

حصول کے لئے پوری محنت کرے لیکن اس میں ضرورت سے زیادہ اہٹانک سے بچا جائے (۵) دولت کے کام کو بہتر طریقے سے کیا جائے۔ اس میں منصفیہ بندی اور اہمیت ہونی چاہیے۔ اچھا عمل اور تقویٰ اس کی روح ہے۔ جملہ معاملات میں شوریات کو رواج دیا جائے صوبائی، ملکی اور ملت کی سطح پر شوری بنائی جائے (۶) نظم و ضبط کا خصوصی خیال رکھا جائے۔

اطاعت فی المعروف کی پابندی ہونا چاہیے۔ ساتھی اپنے نافرمانی سے بچھڑ کر تعاون کریں۔ جو فیصلہ باہمی مشاورت سے ہو جائے پھر اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اتفاق کے ساتھ اس پر عمل ہونا چاہیے اس راہ میں شیطان دوسرے اختلافات کو بڑھائیں گے۔ اس کا پورا احساس رکھا جائے اللہ کی پناہ اور اس کے فضل و کرم کی طلب کے ساتھ اللہ کے دین کا کام پورے جلوں، دلچسپی اور ایثار و قربانی کے جذبے سے ہونا چاہیے۔ ۱۳۔ اگست بروز جمعرات بعد نماز ظہر ترقی اجتماع اختتام کو پہنچا۔

امیر عزم نے اپنے اختتامی کلمات میں بھی ساتھیوں کو یہی تلقین کی کہ اس جذبے کو بیدار رکھئے اللہ کی رضا اور خوشنودی ہمارا مطلع نظر ہونا چاہیے۔ انہوں نے اس موقع پر مہیب روحی معنی اللہ عنہ کا واقعہ سورۃ البقرہ کی اس آیت کے حوالے سے بیان کیا (وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْغَاتٍ وَاللَّهُ زُلْفًا بِالْعِبَادِ ۝)

اور لوگوں میں سے کوئی ہے جو اپنے نفس کو اللہ کی رضا کی تلاش میں بیچتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر شفیق ہے (البقرہ: ۲۰۷) کہ کس طرح اللہ کے اس بندے نے اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملنے کے لئے زندگی کی بھائی کو کفار کے حوصلے کر دیا۔ اور یہ گوارا نہ کیا کہ وہ اس مال کی وجہ سے اس کے راستے میں عزائم ہوں۔ اور قرآن کی اس آیت کا مضداق ہے۔ اس موقع پر بھائی غنیمت علی زکریا شوری کی شبہ روز دور و دور کا ذکر بے جا نہ ہو گا۔ غنیمت علی صاحب اس اجتماع کے منتظم تھے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے اپنی ذمہ داری کا حق ادا کر دیا۔ ان کی نگرانی میں اجتماع سے قبل غنیمت سے وقت میں تین کمروں۔ میٹرین اور فضل خاں کی تعمیر جس تیزی سے عمل میں

آئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ پھر اجتماع کے دوران انھوں نے اور ان کے رفقاء نے جس طرح دودھ راہ سے آنے والے ناظمین کے آرام و آسائش کا خیال رکھا، شرکاء اجتماع بالخصوص باہر سے آنے والوں کے کپڑے، دھو کر استری کر کے دیئے، کھانے پینے عزیز جن اعزاز سے وہ اتنی بڑی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے یہ اپنی کا حصہ ہے۔ امیر جماعت نے بھی اسکا اعتراف اپنے اختتامی کلمات میں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ازل کے رفقاء کی اس محنت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے اور اجر سے نوازے آمین

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ ۖ إِمَامٌ عَادِلٌ ۚ وَشَابٌ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ ۚ وَرَجُلٌ مَلَاقِي فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّتَا فِي اللَّهِ ۖ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمَا وَفَصَّرَ قَاعَ عَلَيْهِ ۚ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ ۖ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ ۖ يَمِيَّتُهُ ۚ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاصَتْ عَيْنَاهُ ۚ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

سات (غرض انصیب) آدمیوں کو اللہ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سامنے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہو گا۔ ۱۔ عادل حکمران ۲۔ وہ جو جوان جو اللہ کی عبادت میں بلا بڑھا ہو۔ ۳۔ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں انگار رہتا ہے ۴۔ وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لئے (ایک دوسرے سے) محبت کی۔ اسی (محبت) پر اکٹھے ہوئے اور اسی پر جدا ہو گئے۔ ۵۔ وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی اور خوبصورت عورت نے دعوت کیا وہی اور اس نے (دعوت کو مسترد کر کے) بھٹے کہا کہ میں اللہ کے رُخ ہوں۔ ۶۔ اور وہ آدمی جس نے اللہ کو یاد کیا اور اسکو چھپایا یا بیان کیا کہ بائیں ہاتھ کو خیر نہ دینی کہ اپنے ہاتھ سے کھادیا۔ ۷۔ اور وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں ہمہ پر ہیں۔ (بخاری)

میدان میں بھی فائدہ ہوگا۔
 عربی قواعد۔ تجوید اور فہم حدیث کے بنیادی اصول پر مشتمل اسباق
 عربی قواعد کے پانچ اسباق امیر تنظیم۔ محمد اسلم صاحب
 امیر بادشاہ صاحب دارالکائنات شریعتی نے پڑھائے۔ اسی طرح تو
 ڈیرہ دھورہ سرحد کے عالم دین محمد باوی صاحب نے فہم حدیث
 اور طارق نسیم رنائب مدیر جہل اللہ نے تلاوت قرآن کے بنیادی
 اصولوں پر مشتمل کچھ اسباق پڑھائے اس مقصد کے لئے پانچ دن
 کا وقت اگرچہ نہ ہونے کے برابر تھا تاہم شرکاء اجتماع نے پوری
 دلچسپی لیکر اس وقت سے بھر پور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔
 ملک اس کاوش کو ان کے لئے نافع بنائے اور بہت سے نوازے
 کہ اپنے طور پر محنت کر کے مزید استعداد پیدا کر سکیں تاکہ قرآن و
 حدیث کی تعلیمات سے براہ راست استفادہ کرنے میں آسانی ہو اور
 علم دین اور دعوت و تبلیغ کے کام کو زیادہ اعتماد کے ساتھ چھیلا سکیں۔
 ۵۔ دوسرے پروگراموں کی نیادہائی کے باعث دعوت
 الی اللہ کا صرف ایک ہی پروگرام رکھا گیا۔ جو۔ ارگٹ کو عصر اور
 مغرب کے درمیان عبدالقادر سومرو صاحب اور محمد افضل صاحب
 کی نگرانی میں ہوا۔ اجتماع میں شریک ناغین اور مقامی حلقے کے مقامی
 دو چھوٹوں میں تقسیم کئے گئے۔ ایک حصہ رفاہ عام سوسائٹی میں
 رہا اور دوسرا امیر سٹی کے علاقے میں چلا گیا۔ جہاں انھوں نے مزید
 چھوٹے چھوٹے گروپوں میں بٹ کر سات گلیوں میں کھڑے ہو کر
 لوگوں کے سامنے اللہ کے دین کی دعوت پیش کی۔
 ۶۔ ملک کے مختلف حصوں / علاقوں میں دعوتی سرگرمیوں
 کا جائزہ لینا بھی اس اجتماع کے پروگرام میں شامل تھا۔ چنانچہ مختلف
 علاقوں کے ذمہ داران نے متعلقہ علاقوں میں دعوتی سرگرمیوں کی
 روداد پیش کی۔ پھر تنظیم کے ناظم الامور عبداللطیف حسن صاحب
 نے ملکی سطح پر دعوتی سرگرمیوں اور تنظیمی کیفیت کا جائزہ پیش کیا۔ اس
 کے علاوہ دعوت و تنظیم کے سلسلے میں علاقائی مسائل پر بھی تبادلہ خیال
 ہوا۔

اس پروگرام میں طلباء کا ایک روزہ علیحدہ اجتماع بھی شامل
 تھا۔ جو ارگٹ بروز منگل طلباء کے ناظم الامور فیض الرحمن فاروقی
 صاحب کی نگرانی میں مسجد توحید کو کھراپا رکراچی میں ہوا۔ جس میں ملک

کے دوسرے حصوں سے آئے ہوئے طلباء ناغین کے علاوہ مقامی طلب علم
 بھی شریک ہوئے۔ اس اجتماع میں ملکی سطح پر تعلیمی اداروں میں
 دعوتی سرگرمیوں اور دیگر تنظیمی امور کا جائزہ لینے کے علاوہ چھوٹے
 چھوٹے تربیتی پروگرام بھی کئے گئے۔ اور مختصر وقت سے پورا فائدہ
 اٹھانے کی کوشش کی گئی۔ ناظم الامور نے دس قرآن و بار اس
 کے بعد تعارفی نشست ہوئی۔ پھر مختلف گروپوں کی صورت میں
 تقریری اور معلوماتی پروگرام ہوا۔ بعد ازاں کھانے اور صلوٰۃ ظہر سے
 فارغ ہو کر قریب کے علاقے میں لوگوں کے سامنے دعوت دین پیش
 کی گئی جس کے بعد طلباء کا یہ قافلہ واپس مسجد توحید رفاہ عام سوسائٹی
 آگیا۔

تنظیمی کام حکومتی مستحکم کرنے کیلئے ہدایت:-
 امیر تنظیم نے لوں تو اپنے افتتاحی خطاب میں اور مختلف موقعوں پر
 ناغین کو دعوت حق کی اس اہم ذمہ داری کا احساس دلانے ہوئے
 ہر طرح سے اس کی تیاری کے لئے توجہ دلائی۔ تاہم درج بالا موضوعات
 پر خاص طور سے خطاب کرتے ہوئے شرکاء اجتماع امدان کے ذیل
 ساتہ تحریکی سائیکلوں کو ہدایات دیں کہ (۱) وہ اپنے اندر اس اہم
 ذمہ داری اور اس سے عہدہ برآ ہونے کے احساس کو ابھاریں۔
 دین کا علم حاصل کرنے پر خصوصی توجہ دیں اور اس مقصد کے لئے
 عربی زبان سے واقفیت ہونا ضروری ہے۔ ناغین مراکز کے اندر
 مطالبہ کا اہتمام کریں۔ جامعی لٹریچر میں قرآن و حدیث کا جو حصہ
 حوالے کے طور پر آتا ہے اس کو پوری طرح سمجھ کر یاد کیا جائے
 اور مزید مطالعہ جاری رکھا جائے۔ اگر ضرورت ہو تو نزدیکی اضلاع
 اور حلقوں سے باصلاحیت تعلیم یافتہ سائیکلوں کا تعاون حاصل
 کیا جائے (۲) تبلیغ کے لئے دعوت الی اللہ کا طریقہ زیادہ نوٹ
 ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انفرادی ملاقاتیں بھی کی جائیں (۳)
 مالی وسائل کی فراہمی کے لئے سائیکلوں کو اتفاق کی ترغیب دی
 جائے۔ تاکہ ہر تنظیمی یونٹ خود کفیل ہو سکے۔ اخراجات میں ضرورت
 اور اعتماد ملحوظ رکھا جائے۔ مقامی فنڈ سے ضروریات کو پورا
 کیا جائے۔ فنڈز کا حساب رکھا جائے۔ خطمی فنڈز کا نصف صوبائی
 مالیات کو بھیجا جائے۔ لیکن مقامی ضروریات کا بہر حال لحاظ
 رکھا جائے (۴) ہر سائیکلوں اپنی معاش کی فکر کرے اور اس کے

قافلہ ہے روانِ دولت

سید سید سید
عمر فاروق

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد کل پاکستان بنیاد پر جو پہلا اجتماع ہوا وہ اجتماع ناظرین تھا جس میں پورے ملک کے طول و عرض سے مختلف علاقوں کے ناظرین شریک ہوئے۔ یہ پانچ روزہ اجتماع عید الاضحیٰ کے فوراً بعد ۹ تا ۱۴ اگست ۱۹۵۸ء مسجد توحید رفاہ عام سوسائٹی، امیر ہاٹ کراچی میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کا مقصد جماعت کے ذمہ دار افراد کی تعلیم و تربیت اور ملکی سطح پر جماعتی تنظیم اور دعوتی سرگرمیوں کا جائزہ لینا تھا۔ اجتماع میں شرکت کا دعوت نامہ ترتیب و چھپائی کے لحاظ سے اگرچہ سادہ تھا لیکن جن الفاظ میں مدعو کیا گیا وہ اپنے پڑھنے والوں کو دعوتِ غور و فکر سے ملے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا..... يَخْذُرُونَ
ترجمہ: اور یہ تو ہوتے ہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکلیں آئیں۔ تو کچھ نہ ہر ایک جماعت میں سے چنداں خاص نکل جاتے تاکہ دین کا علم سیکھتے اور اس میں سمجھ پیدا کھتے۔ اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر ملتا ہے تاکہ وہ بچتے رہیں۔
(التوبہ: ۱۲۲)

اس آیت قرآنی کے بموجب ساتھیوں میں اجتماعی شور اور انفرادی تربیت کے لئے ایک پروگرام ترتیب دیا گیا ہے تاکہ ان میں تفقہ فی الدین کا احساس بیدار ہو اور ایک داعی کی حیثیت سے مزید لگن اور محنت کے ساتھ اپنے مشن کو جاری رکھنے کا حوصلہ بڑھے۔ اور ملک کی عظمت اور دین کی سر بلندی کے لئے اپنی کوششوں کو جاری رکھیں یہاں تک کہ رب کائنات کا فرستادہ یہ خوشخبری لے کر آجیے۔

وَابَشِّرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ
پانچ روزہ تک مسلسل جاری رہنے والے اس تربیتی اجتماع میں وقت کا بھر پور استعمال کیا گیا جس کا اندازہ چھپے ہوئے پروگرام

کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے۔ ایک ایک دن میں مختصر وقت کے مختلف نوعیت کے تیرہ سے پندرہ تک پروگرام رکھے گئے تاکہ دور دراز سے آئے ہوئے ساتھی زیادہ سے زیادہ فائدہ سمیٹ سکیں۔ پورے تربیتی پروگرام کو درج ذیل ترتیب میں تقسیم کیا گیا تھا۔
۱۔ صلوٰۃ فجر کے بعد قرآن و حدیث کے دسویں مخصوص اور متعین موضوعات پر دس بیٹے کے مثلاً سورہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ کرامؓ کا انداز بندگی۔ اخلاقیات وغیرہ۔ ان سے متعلق موضوع کے بارے میں ضروری اور مولیٰ سنی باتیں تسلسل اور ربط کے ساتھ واضح ہو کر ذہن میں بیٹھ جاتی ہیں۔

۲۔ متعین موضوعات پر تقاریر کا سلسلہ: ان میں ایمان و اعمال، لفاق، شرک اور طاغوت کا رد۔ دعوت و تبلیغ اور اس راہ میں صبر و استقامت۔ اشرار و قربانی صحابہ کرامؓ کے واقعات کی روشنی میں، آخرت، مومنین کے باہمی تعلقات، نظم و ضبط اور مع و طاعت وغیرہ سے متعلق موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ جن کو توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنا گیا۔

۳۔ دعوتی تقاریر کی مشق اور مخصوص موضوع پر تقریر کا مقابلہ: اس میں شرکت کی اکثریت رہا مخصوص نوجوان ساتھیوں نے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ بعد ازاں مقررین کو ضروری ہدایات بھی دی گئیں۔ علاوہ ازیں جماعتی ٹیڑھ پر مبنی ذہنی آزمائش کا پروگرام بھی ہوا جس سے تمام حاضرین مستفید ہوئے۔ اس کے لئے کراچی رفاہ عام سوسائٹی کے نوجوان ساتھی اور سندھ میڈیکل کالج کے طالب علم طارق الرحمن نے مختصر وقت میں ہدایت و پیپ اور معلومات افزا سوالات مرتب کئے۔ اللہ ان کی صلاحیتوں کو فروغ دے گا کہ فرم لے! اگر ناظرین حضرات اس انداز سے اپنے اپنے اخلاص اور علاقوں میں محدود جہات پر ہی ساتھیوں کی تربیت کے لئے تقریری معلوماتی اور اجتماعی مطالعے کے پروگرام ترتیب دیں تو اس سے نہ صرف علم میں اضافہ ہوگا بلکہ دعوت کے

ان کے عقائد کی کتاب "المعتد علی المقتد مؤلفہ خلیل احمد سہارنپوری میں دیکھا جاسکتا ہے۔

یہی حال دیوبند کی ایک شاخ تبلیغی جماعت کا ہے۔

بلکہ یہ ان سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ ان کے مطابق اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں ہی زندہ نہیں بلکہ جہاں چاہے پہنچ جاتے ہیں۔ قبر کی زندگی کا یہ واقعہ بیان کیا ہے اس جماعت کے سربراہ ذکریا صاحب نے کہ احمد رفاعی صاحب نے (جو صوفی اور اتحادی تھے) ۱۹۵۵ء میں قبر نبوی پر پہنچ کر شہر کے کہیں سے پہلے میں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا وہ آپ کی قدم بوسی کرتی تھی۔ اب میں خود آیا ہوں۔ ہاتھ نکالے تاکہ میں بوسہ دوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بائیں نکلا اور انہوں نے بوسہ دیا۔

شیخ الحدیث ذکریا صاحب نے لکھا کہ یہ منظر ۹۰ ہزار آدمیوں نے دیکھا۔ دوسرا واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان اپنی ماں کو لے کر حج کے لئے گیا۔ وہاں اس کی ماں مر گئی۔ اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور پیٹ پھول گیا۔ تب اس نے دعا کی تو دیکھا کہ تیار (مجاز) کی طرف سے ایک بادل آیا۔ اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کی ماں کے چہرے پر پھیرا تو وہ روش ہو گیا اور پیرا ہو گیا۔ ہاتھ پھیرا تو وہ برابر ہو گیا۔ تب اس نوجوان کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میں تمہارا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور پھر اس کو وحی مت کی۔ یہ اور اس طرح کے کتنے واقعات ہیں جن سے ذکریا صاحب کی کتب بھری پڑی ہیں۔ دیکھئے فضائل حج۔ فضائل درود۔ فضائل صدقات جن کا ذکر ہماری کتابوں میں آچکا ہے۔ ان واقعات کی روشنی میں آپ خود اعجاز رکائیں کران میں اور بریلویوں میں کیا فرق رہ گیا ہے۔ اور پھر ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا جواز رہ جاتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے: **إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا** کہ بیشک نماز وقت کے لحاظ سے مومنوں پر فرض کی گئی ہے۔ عقیدے کے اندر یہ خرابی ہی ان کے اور ہمارے درمیان اختلاف کی اصل وجہ، سوال: کیا مردے کا سننا اور سنانا اعتقادی مسئلہ ہے؟ جواب: یہ کیسے اعتقادی مسئلہ نہیں ہے؟ آخر قرآن فرماتا ہے: **أَمَّا الرُّسُلُ فَمَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ هُمْ** **كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَيْكَتِهِ وَرُسُلِهِ** تف در رسول اس

پیغام پر ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوا اور اہل ایمان بھی۔ وہ سب اللہ اس کے فرشتوں۔ اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں اللہ نے ایمان کا مسئلہ جگہ جگہ بیان فرمایا ہے کہ ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایمان لاتا ہے اس پر جو کتاب میں اتارا گیا۔ یہ ایمان بالکتاب کا مسئلہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ مردہ نہیں سنتا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ عقیدے کا مسئلہ نہیں ہے۔ واہ! یہ ایسی سہل انگاری ہے اس قوم کے اندر۔ یہ اعتقادی مسئلہ نہیں ہے کہ اللہ کی کتاب جو کہتی ہے وہ سچ ہے اور اس کے خلاف جو کہے وہ جھوٹے ہیں ایمان ہے؟ سوال: اگر کسی مشرک کا تائب ہو جائے پھر مر جائے تو کیا اس کا جنازہ کوئی مومن پڑھ سکتا ہے؟

جواب: بالکل جائز نہیں۔ ہاں اگر مومن کا بچہ ہے تو مومن اس کی نماز جنازہ پڑھے گا۔ وجہ یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ مومن کے جو کسں بچے ہیں وہ مرجائیں تو کہاں ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں۔ اور پھر پوچھا کہ کافر کے اگر کسں بچے مرجائیں تو کہاں ہوں گے۔ فرمایا اللہ جانتا ہے۔ یہاں بات خشوک ہو گئی۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ کسی کافر و مشرک کا جنازہ تم نہیں پڑھ سکتے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ باقی اگر ابوداؤد کی روایت میں تو وہ اور زیادہ سخت ہے۔ حدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ جو پہلے شوہروں سے میرے بچے مر گئے وہ کہاں ہیں؟ فرمایا جہنم میں۔ پوچھا کہ آپ کے جو کسں بچے مر گئے ہیں؟ کہا جنت میں۔ اگر اس روایت کو لوگ جو بہر حال منکر روایت ہے تو اس کے لحاظ سے بات بالکل صاف ہو گئی کہ کافر کا بچہ جہنم میں ہے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ہے کہ فیصلہ نہیں فرمایا۔

سوال: ایک شخص صدقہ دل سے کلمہ پڑھتا ہے نماز ادا کرتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرتا ہے حج بھی کرتا ہے۔ طاعت کی نفی بھی کرتا ہے بس صرف داعی صاف کرتا ہے تو کیا وہ فاسق ہے؟ جواب: اصل میں فسق تو گناہ کے معاملے میں ہے

اس معنی میں گناہگار تو ہے۔ فسق کی جو کم سے کم شکل ہوتی ہے وہ معمولی گناہ کی طرف ہے۔ کبیرہ گناہ کو بھی فسق کہتے ہیں۔ کافرو مشرک کو بھی قرآن میں فاسق کہا گیا ہے۔ بہر حال یہ گناہ ہے اور بعض حالتوں میں بڑا شدید گناہ ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے ساتھ گناہگار معافی کی امید رکھیں مگر جو چہرے کے ساتھ گناہ کرے جو کچھ گناہ کرتے ہیں ان کو سمجھنا چاہیے کہ ان کے لئے خطرہ ہے۔ عورت کے لئے بے پردگی اور مرد کا وارثی سوچنے کا معنیاً یہ چہرے کے ساتھ گناہ کا اعلان ہے۔

سوال۔ مساجد میں خطیب مؤذن اور خدمت گار کا تنخواہ لینا کیسا ہے؟

جواب۔ خطیب کے لئے خطابت کا معاوضہ لینا اور اسی طرح مؤذن کا اذان پڑھنے کا معاوضہ لینا حرام اور ناجائز ہے۔ قرآن و حدیث میں دینی خدمات پر معاوضہ لینے کی نفی آئی ہے۔ اسی بنیاد پر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ امامت خطابت اذان تعلیم قرآن و حدیث اور فقہ پر معاوضہ لینا حرام ہے۔ البتہ ایک خدمت گار جو مسجد کی صفائی کرتا ہے یا دیکھ بھال کرتا ہے وہ اپنی محنت کی تنخواہ لے سکتا ہے۔ اس وقت کراچی میں ہادی جتئی مساجد میں ان میں کوئی تنخواہ دار امام یا مؤذن نہیں۔ توحید کی دعوت عام ہو تو اس کو بڑے پیمانے پر پوری دنیا میں قائم کیا جاسکتا ہے۔

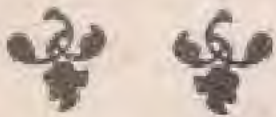
سوال۔ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا کیا مسئلہ

ہے؟

جواب۔ ہر فرض نماز یا کوئی بھی نماز ہو سولے استسقاء کی نماز کے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر کوئی اجتماعی دعا مانگے گا تو وہ گناہ گار ہوگا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا بخاری کی حدیث میں کہ دعا کا مقام التوہات کے بعد ہے جو دعائیں کو سب سے زیادہ مرغوب ہو مانگو۔ پھر سلام پھیرو اور یہی امام ابو حنیفہ کا فتویٰ ہے کہ دیکھو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد اپنے منہ پر اتنی دیر سے زیادہ نہیں بیٹھتے تھے جتنی دیر میں کوئی یہ کہہ دے۔ اللهم انک السلام ومنک السلام ببارکت

یا ذا الجلال والاکرام۔ اب اگر دعا کی بات تو الگ۔ یہی کوئی امام منہ پر اتنی دیر سے زیادہ بیٹھتا ہے تو وہ گناہ گار ہوگا۔ عینی جوان کے سب سے بڑے فقہیہ ماننے جلاتے ہیں وہ بخاری کی حدیث کے نیچے ابو حنیفہ کی یہ ہدایت لے کر آئے ہیں آج یہ ظالم ہر جگہ اس کے خلاف عمل کر رہے ہیں

ہندوستان میں دیوبندی فتویٰ تھا کہ نہ سنت کے بعد اجتماعی دعا ہے نہ فرض کے بعد اب یہاں سنت و فرض پر ہر ایک کے ہوں دعا ہونے لگی۔ تاکہ اس سے الگ دنیاوی فوائد حاصل ہوں۔ یہ خالص کاروبار ہے۔ ایک بار میں نے ناظم آباد کی مسجد میں نماز پڑھائی اور بغیر ہاتھ اٹھا کر دعا کے تو یہی جو حدیث میں مذکور آتا ہے اٹھ گیا تو ایک پولیس کے آدمی نے جوش میں آئے کے بعد کہا کہ تم زیادہ قابل ہو گئے ہو۔ میں نے مفتی محمد شفیع کے پیچھے نماز پڑھی اور ان کو ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرتے دیکھا ہے میں نے کہا آپ غصہ نہ کریں۔ مفتی صاحب سے اس کا فتویٰ لے آئیں کہ ہاں یہ جائز ہے۔ مجھے اندازہ تھا کیونکہ ابو حنیفہ نے منع کر دیا ہے۔ یہ اللہ کی بات کو تو ٹال دیں گے لیکن ان کی ہمت نہیں ہے کہ ابو حنیفہ کے فتوے کو بدل دیں۔ تو وہ صاحب بہت دلوں تک نہیں آئے۔ آخر جب آئے تو میں نے فتوے کا پوچھا۔ کہنے لگے تب تھوٹ اور بے ایمانی ہے۔ میں نے مفتی صاحب سے پوچھا کہ ہاتھ اٹھا کر دعا ہے تو بولے دعا تو ہے۔ میں نے کہا کچھ دیکھئے تو مکھن سے انکار کر دیا۔ تو یہ حال ہے ان کا۔ سب کچھ جانتے ہیں لیکن دنیاوی مفادات کی وجہ سے چپ رہتے ہیں۔



انسانی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ نے نہ کوئی پیغمبر دنیا دار، نفس کے بندوں کے لئے مبعوث کیا ہے اور نہ کوئی کتاب اتاری ہے۔ رسول تو صرف حصول مقصد کی راہ کے آتش زیر پاہر بازوں کے لئے ہی آتے ہیں اور کتابیں صرف سرفروش مجاہدوں کے لئے اترتی ہیں۔ نسیم سحر سبزہ دگل کے لئے چلا کرتی ہے، خار و خس کے لئے نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ عقیدہ و عمل کی یہ باتیں سر آنکھوں پر مگر اس انداز پر عمل کرنے کا اب وقت کہاں۔ زمانہ کا یہ مذاق برق رفتاری اور حالات دنیا کا یہ ہر لمحہ تغیر اس طویل منصوبہ بندی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اصل مسئلہ پیٹ کا مسئلہ ہے پہلے اس کو حل کرنے کی تدبیریں کی جائیں تب کہیں دنیا کوئی دوسری بات سُننے پر تیار ہوگی۔ ان حضرات سے ہمارا کہنا یہ ہے، ان طویل المدت جانشانیوں کے بعد صرف پیٹ کا مسئلہ ہی نہیں، سارے مسئلے حل ہو جائیں گے اور اگر یہ کام نہ کیا گیا اور راستہ مختصر کرنے کی کوشش کی گئی تو کسی مسئلہ کا بھی حقیقی حل ممکن نہ ہو سکے گا۔ کیا یہ بہتر ہے کہ ایک قوم غربت اور تنگ دستی کی مومنانہ زندگی کے اختتام پر ہی ہمیشہ کی خوشی اور خوش بختی کا مشردہ سن لے یا یہ کہ چند روزہ عیش اڑالینے کے بعد آگ کے الاؤ میں اُتر جائے۔

رنگ و بو کے دیوانہ! سنو!!

دنیا کی یہ دلفریبیاں ہمیشہ نہیں رہیں گی!
جوانی کی یہ بہاریں سدا ساتھ نہ دیں گی!

ایک وقت آنے کا کبھی

اٹھتے ہوئے یہ ہاتھ ڈھلک جائیں گے!
یہ چمکتی آنکھیں پتھر کر چڑھنے لگیں گی!

اُس وقت یہ ڈگریاں و سرٹیفکیٹس، یہ دوست و احباب کام نہ آئیں گے۔
اُس وقت کی جیت ————— ہمیشہ کی جیت ہوگی۔

اور

اُس وقت کے ہمارے ہمیشہ کے ہمارے ہوں گے۔

اُس وقت کے آنے سے پہلے سمجھ لو کہ

دنیا کے ہر بارے اور آخرت کے رُوائے سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور یہ
ہمارا نہیں بلکہ ہمارے اور تمہارے مالک کا بتایا ہوا طریقہ ہے۔

و زمانے کی قسم! درحقیقت انسان سخت خسارے میں ہے۔ سوائے اُن (لوگوں)
کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین و صبر
کی نصیحت کرتے رہے۔

تو! اے لوگو!!

ایمان لے آؤ اللہ پر، جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے،

کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، صرف وہی داتا، دستگیر، غوث اور مشکل کشا ہے۔

غزوہ نیاز، نفس و بکار، غرض سارے ماسم عبودیت کا وہی ایک استحقاق ہے اور اُس کا کوئی شریک و ہمیم نہیں۔

ایمان لے آؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے،

کہ وہ اللہ کے آخری نبی، خاتم المعصومین اور افضل البشر ہیں۔

وہی ہمارے رہبر و رہنما، وہی قائدِ اعلیٰ و قائدِ اعظم ہیں۔

پس اُن کی ہر بات لازم اور ہر سنت سندِ آخر ہے، ہر بدعتِ گمراہی اور تباہی نفرت ہے۔

نجات کے لئے کتاب اللہ اور سنت رسولِ قیامت تک کیلئے کافی ہے۔

کبھی بھی فرقے سے کوئی تعلق نہیں، ہر قسم صرف اور صرف مومن و مسلم ہیں اور کفر و شرک سے

ہمارا بھری زمین پر الہ واحد کا کلمہ سر بلند کرنے کے متعلق۔

ہے کوئی ایسا جو مشرک کو مٹانے اور

پھیلانے کیلئے ہمارا ساتھ دینے پر تیار ہو۔

منتظر ہیں ہم اُن ہمت وروں کے جو صحابہ کرامؓ کے نقوشِ قدم کی رہنمائی میں باطل کو مٹا کر

قیامتِ حق کے لئے ہمارے ہمسفر بننے پر تیار ہوں۔